یا سیدی یا رسول اللہ ﷺ

چراغِ ہدایت

اہلسنت و جماعت (بریلوی مسلک) اور دیوبندیوں
کے درمیان اختلافات سے متعلق ایک بہت ہی سنجیدہ
متین اور ٹھوس علمی تحریر جس کے مطالعہ کے بعد آپ
حق و باطل کا بڑی آسانی سے فیصلہ کر سکتے ہیں

علامہ سیّد محمود احمد رضوی

مکتبہ رضوان گنج بخش روڈ لاہور

چراغِ ہدایت

اہلسنّت و جماعت (بریلوی مسلک) اور دیوبندیوں
کے درمیان اختلافات سے متعلق ایک بہت ہی سنجیدہ،
متین اور ٹھوس علمی تحریر جس کے مطالعہ کے بعد آپ
حق و باطل کا بڑی آسانی سے فیصلہ کر سکتے ہیں

علامہ سیّد محمود احمد رضوی

ناشر
مکتبۂ رضوان، گنج بخش روڈ لاہور

نام کتاب ــــــــــ چراغ ہدایت

مؤلف ــــــــــ علامہ سیّد محمود احمد رضوی

ناشر ــــــــــ مکتبہ رضوان دربار روڈ لاہور

تعداد ــــــــــ ایک ہزار

مطبع ــــــــــ نصرت پریس لاہور

بار اوّل ــــــــــ ستمبر ۱۹۸۹ء

خطاط ــــــــــ محمد امین قصوری برکاتی

قیمت ۰۰/ روپے

18/-

حسب فرمائش

حضرت علامہ صاحبزادہ سیّد مصطفیٰ اشرف رضوی ایم اے
نائب امیر مرکزی دار العلوم حزب الاحناف لاہور

چراغِ ہدایت

قصور سے ایک صاحب جن کا نام ہے مولوی فضل محمد امام مسجد کوٹ رکن الدین نے "چراغ سنت" نامی ایک کتاب شائع کی ہے۔ اس کتاب کا خلاصہ یہ ہے کہ علماءِ دیوبند حق پر ہیں اور علمائے بریلی نے ان کو بدنام کرنے کے لئے ان کی طرف جو عبارتیں اور عقائد منسوب کئے ہیں وہ محض افتراء بہتان ہے۔ اس کتاب کو شائع ہوئے کافی دن ہو چکے ہیں۔ شروع ہی سے احباب کا اصرار رہا کہ اس کتاب کا جواب دیا جائے۔ مگر ہم اس لئے خاموش رہے ہیں یہ کوئی نئی چیز نہ تھی۔ اس کتاب میں جو کچھ ہے اس کے مکمّل و مدلل جواب میں ضخیم کتابیں اور رسائل چھپ چکے ہیں۔ پھر اس میں کیوں وقت ضائع کیا جائے۔ دُوسرے یہ رکھی تھی کہ اپنے مسلک و مذہب کو مدلل طور پر بیان کر دیا جائے اور یہ فضول بحثوں میں نہ پڑا جائے، مگر ایک تو احباب کے اصرار نے مجبور کیا اور دوسری طرف بعض اخبار و رسائل نے چراغِ سنت پر تبصرہ کیا۔ خصوصًا جماعتِ اسلامی کے آرگن "المنیر" نے اس کتاب پر سب سے طویل تبصرہ کیا۔ بلکہ "المنیر" نے اسی نوع کے ایک پمفلٹ پر بھی تبصرہ کیا جو حضرات دیوبند کی طرف سے شائع ہوا اور اس تبصرہ کے متعلق ہماری رائے یہ ہے کہ اس میں دیانت داری سے کام نہیں لیا گیا۔ بلکہ گول

لہ واضح ہو یہ "المنیر" وہی رسالہ ہے جو آجکل فیصل آباد سے المنبر کے نام سے شائع ہو رہا ہے جس کے مدیر مشہور غیر مقلد مولوی عبدالرحیم اشرف ہیں جس زمانہ میں وہ المنیر نکالتے تھے۔ اس وقت جماعتِ اسلامی کے سرگرم رکن تھے اس کے بعد وہ علیحدہ ہو گئے آجکل "المنبر" کے ذریعہ بظاہر درسِ اتفاق و اتحاد دیتے ہیں۔

باتیں لکھ کر عوام میں غلط فہمیاں پھیلائی گئیں اور جماعت اسلامی کا دفاع کیا گیا۔

اس لئے مجبوراً ہمیں چراغِ سنت نامی کتاب کا نوٹس لینا پڑ رہا ہے تاکہ عوام حقیقت حال سے واقف ہو جائیں۔

● - چراغ سنت کے ابواب :

کتاب چراغ سُنّت چند ابواب پر مشتمل ہے۔

باب اوّل میں، مصنّف نے بریلویوں کے عقائد لکھے ہیں اور ان کی تردید کی ہے۔ پھر صفحہ ۱۲ سے لے کر صفحہ ۱۲۷ تک مسائل مختلف فیہ یعنی ایصال ثواب، سماع موتیٰ استمداد، توسل، بدعت، نداء استمدادی وغیرہ مسائل کو تفصیل سے بیان کیا ہے اور مولوی محمد عبداللہ صاحب کے شائع کردہ ٹریکٹ "نذر اولیا"، پر تبصرہ کیا۔

باب دوم میں، علمائے دیوبند کے عقائد لکھے ہیں اور اس ضمن میں یہ بتایا ہے کہ جن عقائد کی نسبت "بریلوی"، علمائے دیوبند کی طرف کرتے ہیں۔ یہ محض افترا و بہتان ہے اس کے علاوہ بریلویوں کی بلیک مارکیٹ کے عنوان سے صفحہ ۱۴۳ سے لے کر صفحہ ۱۷۹ تک مصنف چراغِ سنّت نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ علمائے دیوبند نے کوئی ایسی عبارت نہیں لکھی جس سے حضور کی توہین ہوتی ہو۔ اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ نے علماء دیوبند کی کتب سے چند عبارتیں لے کر ان میں تحریف کی ہے اور ردّ و بدّل کر کے کفری مفہوم پہنایا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس کے بعد صفحہ ۱۹۲ سے لے کر صفحہ ۲۰۲ تک ٹریکٹ "ارشادات ربّانی کی عبارتوں پر پکڑ کی ہے۔

باب سوم میں، بریلویوں کی تاریخ اور حضرت پیر صاحب گولڑہ شریف علیہ الرحمۃ کا ایک فتویٰ درج کیا ہے۔

ان میں سے ہم اس وقت صرف ان امور کا جواب دیں گے جو بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ باقی رہے مسائل مختلف فیہ تو ان پر مزید بحث کی اس لئے ضرورت نہیں سمجھتے کہ ان مسائل کے متعلق سینکڑوں کتابیں موجود ہیں۔ مثلاً خصائص مصطفٰے۔ جامع الصفات۔ روحِ ایمان۔ جاء الحق۔ شانِ حبیب الرحمٰن۔

ایصالِ ثواب ، سلطنتِ مصطفیٰ ، رحمتِ خدا ، خالص الاعتقاد ، اطیب البیان ، الکلمۃ العلیاء وغیرہ وغیرہ ۔ یہ کتابیں مکتبۂ رضوان سے مل سکتی ہیں ان میں علمِ غیب حاضر ناظر ، ایصال ثواب ، میلاد شریف وغیرہٗ ذالک مسائل پر مدلل ومکمل بحث ہے اور مخالفین کے تمام اعتراضات کے جوابات درج ہیں ۔ قارئین تفصیل کے لئے ان کتابوں کا مطالعہ کریں ۔

• ۔ بریلویوں کے عقائد

اس فصل میں مصنف چراغِ سنت نے بریلویوں کے عقائد درج کئے ہیں جو یہ ہیں :۔ (۱) بریلویوں کے عقائد جن کی اشاعت کو خدمتِ اسلام سمجھتے ہیں یہ ہیں ۔ کُنْ اولیاء اللہ کی شان ہے ۔ اولیا اللہ جس چیز کو کُن کہیں فوراً ہو جاتی ہے ۔ اپنے اختیار اور ارادہ سے اپنی مرضی اور پسند سے تمام جہان میں جس طرح چاہیں تصرف کرتے ہیں جسے جو چاہیں دیں نہ دیں ۔

(۲) حضور علیہ السلام تمام خُدائی کے مالک ہیں ۔ دُنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے آرام تکلیف ، رنج وراحت ، مارنا جلانا ، کفر واسلام ، دولت غریبی ، ایجاد اعدام غرضیکہ عرش سے لے کر فرش تک تمام آپ کے اختیار میں دیا گیا بطورِ واسطہ فی الثبوت تمام اختیاراتِ خداوندی سے متصف اور مختار بالذات ہیں یعنی خدا بیکار محض فلسفی خدا ہے ؎

اللہ کے پلّہ میں وحدت کے سوا کیا ہے
جو کچھ ہمیں لینا ہے لے لیں گے محمّد سے

(چراغ سنت ص۱)

الجواب : جواب دینے والے بڑے لفاظی سے کام لیا کرتے مگر ہم اس موقع پر صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ بریلوی عقیدہ کو جن لفظوں سے پیش کیا گیا ہے کہ حضور مختار بالذات ہیں اور خدا بیکار ہے فلسفی خدا ہے ۔ اس کے پلہ میں وحدت کے سوا کچھ نہیں ہے اور یہ کہ اولیاء اللہ اپنی مرضی اور

اختیار سے جو چاہیں کریں یہ ہمارا عقیدہ نہیں ہے۔ مصنف نے سخت بے ایمانی دغابازی سے کام لیا ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے اس موقع پر کسی کتاب کا حوالہ نہیں دیا۔ اس پر بھی اگر کوئی دیوبندی ان لفظوں کے ساتھ علماء بریلی کی تصنیف شدہ کتابوں میں یہ لفظ دکھا دے تو ہم اس کو ایک ہزار روپیہ انعام دینے کا اعلان کرتے ہیں :۔ اسی طرح مصنف چراغِ سنت نے اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کی تصنیف الامن والعلی اور الاستمداد کے حوالہ سے یہ عقائد لکھے ہیں:۔

(۱) اولیاء اللہ عالم الغیب ہیں (۲) ان کی پرستش جائز ہے ، کیونکہ اصل میں اللہ کی پرستش ہے (۳) حضور اکرم خدا کی طرح مختارِ کل ہیں۔ بزرگوں کو پوجنا اور اپنے کو پیر پرست کہلوانا (۴) ، قرآن وحدیث کے برخلاف بزرگوں کی سند پکڑنا جائز ہے (۵) اولیاء کی قبروں کا حج کرنا جائز ہے (۶) اللہ تعالیٰ حضور کی مثل پیدا کرنے سے عاجز ہے۔

الجواب : مختصر جواب یہ ہی ہے یہ خالص افترا پردازی ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی کسی تصنیف میں یہ لفظ موجود نہیں ہیں اور جو شخص ایسا عقیدہ رکھے وہ ہمارے نزدیک بھی گمراہ و بیدین ہے۔ ایک جاہل سے جاہل شخص بھی ایسے لفظ نہیں لکھ سکتا چہ جائیکہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ جن کو کم از کم مخالف بھی جاہل تو نہیں کہہ سکتے ایسا لکھیں۔ پھر معاملہ شخصیت کا نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت کی کسی تصنیف میں یہ لفظ موجود نہیں ہیں اسی سے سمجھا جاسکتا ہے کہ جس کتاب کی بنیاد ہی جعلسازی ، دغابازی اور بے ایمانی پر رکھی گئی ہے۔ اس کے مصنف کی دیانت و امانت کی کیا کیفیت ہوگی۔

● ۔ "المنبر" کی خدمت میں :۔

یہاں ہم مدیر "المنبر" کی خدمت میں گزارش کریں گے کہ انہوں نے ہم سے مطالبہ کیا تھا کہ اگر یہ عقائد بریلویوں کے نہیں ہیں تو ان کو اس کی تردید کرنی چاہیئے۔ ہم عرض کرتے ہیں اگر آپ نے یہ لفظ دیانتداری سے لکھے ہیں تو ہم نے صاف

لفظوں میں اس کی تردید کردی ہے۔ دیوبندیوں سے تو ہمیں امید نہیں کہ وہ ہماری تردید کو مان لیں اور اپنے لفظ واپس لینے کا اعلان کردیں مگر آپ کم از کم اتنا تو کریں کہ "المنیر" میں صرف ان عقائد سے متعلق ہمارے تردیدی لفظ ہی شائع کردیں اس کے بعد چند امور کی توضیح کرنا ضروری ہے جو یہ ہیں:

(۱) "حرام و حلال کرنا حضور کے اختیار میں ہے" یہ بات ہم مطلقاً نہیں کہتے ؛ بلکہ یہ کہتے ہیں۔ حضور بحکم الٰہی اور باذنِ الٰہی حرام و حلال فرماتے ہیں یعنی حکم خدا ہی کا ہوتا ہے مگر اس کی نسبت حضور کی طرف ہوتی ہے ؛ کیونکہ حضور اللہ کے درمیان اور بندوں کے درمیان واسطہ ہیں۔ یہ وہی بات ہے جو منکر حدیث کے سامنے آپ لوگ بھی پیش کرتے ہیں اور حضور اکرم کی تشریعی حیثیت کو بیان کرتے ہیں اور یہ بتاتے ہیں اللہ کے حکم اور رسول کے حکم دونوں کی پیروی ضروری ہے ؛ کیونکہ رسول کا حکم خدا ہی کا حکم ہے ؛ لیکن اس حقیقت کے باوجود لفظ حکم کی نسبت حضور کی طرف تو بہرحال کی جاتی ہے اور اس پر سینکڑوں حدیثیں اور آیتیں دال ہیں۔ بتائیے ہمارے اس عقیدہ میں کیا خرابی ہے ؟

(۲) اللہ تعالیٰ نے حضور سے فرمایا کہ سب کو اپنا بندہ کہو۔ واضح ہو ہم یہ کہنے میں فخر محسوس کرتے ہیں کہ ہم حضور کے غلام نیازمند اور خادم ہیں۔ بندے کے معنیٰ بھی غلام کے ہیں۔ یہ نہیں کہ حضور خالق ہیں اور لوگ حضور کی مخلوق۔ معاذ اللہ!

دراصل یہ بات اعلیٰ حضرت نے الزاماً فرمائی ہے اور کتاب "الامن والعلیٰ" کا دیانت داری سے مطالعہ کرنے والا یہ سمجھ سکتا ہے کہ اس کتاب کی اٹھان دراصل لزامی جوابات کی ہے یعنی جہاں کہیں بھی مجازی نسبت کی جائے۔ وہابیہ دیوبندیہ کی یہ عادت ہے کہ اس کو حقیقی قرار دے کر کفر و شرک کا فتویٰ دے دیتے ہیں تو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے قرآن و حدیث سے سینکڑوں ایسی مثالیں پیش کی ہیں جن میں غیر اللہ کی طرف نسبت مجازی ہے اور پھر سوال کیا ہے کہ بتاؤ کیا یہ شرک ہے ؟ اس کے بعد قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ الآیۃ سے استدلال کرتے

ہوئے فرمایا ہے کہ اصولِ نحو کے مطابق اس کے ایک معنیٰ یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ حضور سے فرمایا گیا تم کہو۔ اے میرے بندو! لیکن بندے سے مراد بہر حال انہوں نے غلام اور خادم لئے ہیں۔ فرمائیے اس پر کیا اعتراض ہے۔ اگر حضرات دیوبند یہ کہیں کہ چاہے بندہ کا مفہوم غلام و نیازمند لیا جائے پھر بھی شرک ہے تو سب سے پہلے وہ اپنے تمام اکابرین علماء دیوبند کے پیر و مرشد مولٰنا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ پر کفر کا فتویٰ دیں جنھوں نے شمائم امدادیہ ص ۱۳۵ پر لکھا ہے۔

"عباد اللہ کو عباد الرسول کہہ سکتے ہیں؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ..... الخ مرجع ضمیر متکلم کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں"

یہ ہی بات الزاماً اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے کہی ہے۔ بتایا جائے اس میں شرک و کفر کیا ہے۔

۳: "رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خدا کی طرح مختارِ کل ہیں"۔ یہ ہمارا عقیدہ نہیں ہے۔ جو ایسا عقیدہ رکھے وہ بیدین ہے۔ خالق و مخلوق کے اختیارات برابر کیسے ہو سکتے ہیں۔ پھر حضور کے اختیارات کو اللہ عزوجل کے اختیارات سے وہ نسبت بھی نہیں ہے جو ایک قطرہ کو سات سمندروں سے ہوتی ہے۔ حضور کے اختیارات عطائی ہیں، حادث ہیں، ممکن ہیں، متناہی ہیں اور اللہ عزوجل کے ذاتی قدیم غیر متناہی۔ ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مختارِ کُل ضرور مانتے ہیں مگر خدا کی طرح نہیں مانتے بلکہ اللہ کا نائب اور اس کا خلیفہ مانتے ہیں۔ یہ وہی بات ہے جس کو آپ کے امام پیشوا ابن تیمیہ نے الصارم المسلول میں یوں ادا کیا ہے۔

اَقَامَهُ اللّٰهُ مَقَامَ نَفْسِهٖ فِيْ نَهْيِهٖ وَاَمْرِهٖ وَاَخْبَارِهٖ وَبَيَانِهٖ فَلَا يَجُوْزُ الْفَرْقُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اللّٰهِ تَعَالٰى فِيْ ذٰلِكَ الْاُمُوْرِ۔ الصارم (ص۴۰)	اللہ تعالیٰ نے حضور کو اپنا قائم مقام بنایا ہے اپنے امر و نہی اخبار و بیان میں، لہٰذا ان امور میں اللہ و رسول کے درمیان فرق کرنا جائز نہیں ہے۔

۴ : صد ۱۲ کے آخیر میں لکھا ہے کہ پیر پرست ایسے عقائد پر قرآن و حدیث سے دلیل لاتے ہیں مگر مجاز و عرف کی آڑ میں حقیقی نسبتیں قائم کرتے ہیں۔ شاہ عبد العزیز نے ایسے لوگوں کو مشرک مسلمان کہا ہے۔

ظاہر ہے کہ پیر پرست سے مصنف "چراغ سنت" کی مراد بریلوی ہی ہیں گویا وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ بریلوی اپنے ان عقائد پر یعنی :

(۱) اولیاء اللہ عالم الغیب ہیں (۲) ان کی پرستش جائز ہے، کیونکہ اصل میں اللہ کی پرستش ہے (۳) حضور اکرم خدا کی طرح مختار کل ہیں (۴) بزرگوں کو پوجنا اور اپنے آپ کو پیر پرست کہلوانا (۵) قرآن و حدیث کے برخلاف بزرگوں کی سند پکڑنا جائز ہے وغیرہ وغیرہ"

بتایا جائے کہ اعلحضرت اپنی کونسی کتاب میں ان عقائد باطلہ پر قرآن و حدیث سے دلائل لائے ہیں اور انہوں نے یہ کہاں لکھا ہے کہ بزرگوں کی پرستش جائز ہے یا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پوجنا جائز ہے یا قرآن و حدیث کے خلاف بزرگوں کے اقوال سے سند پکڑنا جائز ہے۔ ہم پوری دنیائے دیوبندیت کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ اعلحضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کی کتب سے اپنے دعویٰ کو ثابت کریں۔

اور اگر اس عبارت سے مصنف چراغ سنت کا مطلب یہ ہے کہ حقیقت و مجاز دونوں کا ایک حکم ہے اور جب بھی کوئی شخص مجازی نسبت کرے گا تو اس سے حقیقی نسبت ہی مراد لی جائیگی تو پھر تو اس کو خدا کو بھی مشرک مسلمان کہنا چاہیئے۔ اس لئے کہ قرآن میں جابجا غیر اللہ کی طرف اسناد مجازی کی گئی ہے مثلاً :

(۱) حضرت جبریل حضرت مریم سے فرماتے ہیں :۔

لِاَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا میں تیرے رب کا رسول ہوں اس لئے آیا ہوں کہ تجھے ایک ستھرا بیٹا دوں۔

ظاہر ہے کہ اولاد دینے والا حقیقت میں اللہ ہی ہے مگر بیٹا دینے کی نسبت جبریل اپنی طرف مجازاً کر رہے ہیں۔

۲ : بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ جب مادہ شکمِ مادر میں گوشت کی بوٹی بن جاتا ہے تو

ثُمَّ یُرْسِلُ اللّٰہُ اِلَیْہِ الْمَلَکَ فَیَنْفُخُ فِیْہِ الرُّوْحَ | پھر اللہ ایک فرشتہ بھیجتا ہے جو اس گوشت کے لوتھڑے میں روح پھونکتا ہے

دیکھئے روح پھونکنے کی نسبت فرشتہ کی طرف مجازاً ہی کی گئی ہے، ورنہ حقیقت میں مصور اور روح کو پھونکنے والا اللہ ہی ہے۔

هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُکُمْ فِی الْاَرْحَامِ کَیْفَ یَشَآءُ |

اب اگر ان حدیثوں کے مطابق کوئی مسلمان یہ کہے کہ شکمِ مادر میں فرشتہ روح پھونکتا ہے تو کیا اس کے متعلق یہ کہنا حق و انصاف پر مبنی ہوگا کہ یہ جواز کی آڑ میں حقیقی نسبت کر رہا ہے اس لئے مشرک ہے اور صرف مشرک نہیں، مشرک مسلمان ہے۔ اگر مصنف چراغِ سنت کی رائے یہ ہی ہے تو پھر تو اس کو معاذ اللہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی یہ فتویٰ جاری کرنا چاہیئے اور جبریل علیہ السلام کو بھی مشرک مسلمان کہنا چاہیئے اس لئے کہ حضور فرما رہے ہیں کہ فرشتہ بچہ میں جان ڈالتا ہے اور جبریل کہہ رہے ہیں کہ اے مریم میں تجھے بیٹا دینے آیا ہوں اسی طرح حضرت عیسیٰ کہتے ہیں :

- اِنِّیْٓ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَھَیْئَۃِ الطَّیْرِ | میں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی صورت بناتا ہوں۔ پھر اس میں پھونک مارتا ہوں وہ اللہ کے حکم سے زندہ ہو جاتی ہے۔
- اُبْرِئُ الْاَکْمَہَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ | میں اندھوں اور برص کے مریضوں کو شفا دیتا ہوں۔ مُردوں کو زندہ کرتا ہوں اللہ کے حکم سے ،،

ظاہر ہے کہ مُردوں کو زندہ کرنا، بیماروں کو شفا دینا اللہ کا کام ہے مگر ان آیات میں زندہ کرنے اور شفا دینے کی نسبت حضرت عیسیٰ کی طرف کی گئی جو مجازی نسبت ہے تو اس آیت سے ایک تو یہ ثابت ہوا کہ مجازی طور پر غیر اللہ کی طرف زندہ کرنے اور جلانے کی نسبت

کرنا جائز ہے۔ شرک نہیں ہے۔

دوسرے یہ کہ اگر زندہ کرنے یا شفا دینے کی نسبت غیر اللہ کی طرف مجازی طور پر کی جائے تو اس کے متعلق یہ کہنا بے ایمانی اور دغابازی ہے کہ یہ نسبت حقیقی کی جا رہی ہے ورنہ پھر تو مصنف چراغِ سنت کو یہ کہنا چاہیئے کہ خدا بھی مجاز کی آڑ میں حقیقی نسبت کر رہا ہے اس لئے بقول شاہ عبدالعزیز خدا بھی مشرک ہے۔ اس آیت پر غور کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ گو یہ بات بالکل ظاہر ہے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ جو مُردے زندہ ہُوئے اور مریض شفایاب ہُوئے وہ حقیقت میں صرف اللہ ہی کا فعل تھا اور حقیقی طور پر یہ فعل حضرت عیسےٰ کا نہ تھا۔ مگر اس کے باوجود اس فعل کی نسبت حضرت عیسیٰ کی طرف کی گئی۔

کیوں؟ اس لئے کہ اللہ کی اس قدرت کا ظہور حضرت عیسیٰ کے ہاتھ سے ہُوا تھا۔ اسی ظہورِ قدرتِ الٰہی کی وجہ سے زندہ کرنے اور شفا دینے کی نسبت مجازی حضرت عیسیٰ کی طرف کی گئی اور یہ نسبت مجازی ایسی ہے کہ اگر اس کا کوئی انکار کر دے تو اعلیٰ درجہ کا پاگل ہی اس کو نہ کہا جائے گا بلکہ قرآن کا منکر بھی کہا جائے گا۔

اسی سے ہمارے عقائد کی اصل حقیقت اہل انصاف پر واضح ہو جاتی ہے کہ ہم اگر کسی فعل کی نسبت انبیاء کرام اور اولیاء کرام کی طرف کرتے ہیں تو محض مجازی عطائی ہوتی ہے یہ ہی وجہ ہے کہ خواص تو خواص ہمارے عوام کا بھی یہ ہی عقیدہ ہے کہ

"خدا کے حکم وارادہ اور اذن کے بغیر انبیاء، اولیاء حتیٰ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایک تنکا ادھر سے ادھر نہیں کر سکتے"

اتنے صاف اور بے غبار عقیدہ رکھنے کے باوجود ہم کو پیر پرست، گور پرست کہنا اگر انصاف ہے تو شوق سے ان غلط عقائد کی نسبت ہماری طرف کیجئے یہاں آپ کی دکان ضرور چمک جائے گی مگر حشر کے دن یہ جعل سازی کام نہیں آئے گی۔

مصنف چراغِ سنت نے لکھا ہے کہ بریلویوں کا عقیدہ یہ ہے:

ا: بنا لینا ہے سلطان آپ صاحب پر عنایت ہو ؛؛ خدا سے کم نہیں عزّ وجلال اس دین کے سلطان کا

۲ : اللہ تعالیٰ حضور کی مثل پیدا کرنے سے عاجز ہے!'' (چراغِ سنت صلا، صلا)

جواب : سب سے پہلے تو یہ کہنا ہے یہ محض افتراء بہتان ہے۔ نہ ہم حضور غوث پاک کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان کا عزّ و جلال خدا سے کم نہیں ہے۔ اور نہ ہم خدا کے لئے یہ کہتے ہیں کہ وہ حضور جیسا پیدا کرنے سے عاجز ہے جو شخص خدا کو عاجز کہے یا حضور غوثِ اعظم کی عزت کو خدا کے برابر مانے وہ بلاشبہ گمراہ و بیدین ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہنے دیجئے جو ہماری طرف ایسے خبیث عقیدہ کی نسبت کرے وہ بھی کذابِ اعظم ہے۔ مصنف چراغِ سنت کے کذب کی اس سے بڑی دلیل اور کیا ہو سکتی ہے کہ اس نے ہر حوالہ غلط دیا ہے اور جن لفظوں سے جو عقاید بریلویوں کی طرف منسوب کئے ہیں وہ لفظ ہی ان کتابوں میں نہیں ہیں اور اگر اس تصریح کے باوجود کسی کو شک باقی رہ جائے تو وہ اعلیٰ حضرت بریلوی کی کسی کتاب یا علمائے بریلوی کی کسی تصنیف میں بھی یہ لفظ کہ : اللہ تعالیٰ حضور جیسا پیدا کرنے سے عاجز ہے

یا خدا سے کم نہیں عزّ و جلال اس دیں کے سلطاں کا

دکھا کر ہزار روپیہ انعام حاصل کرے۔

اب غور کیجئے اس سے زیادہ ہم اس افترا کے جواب میں اور کیا کہیں ؟ رہا یہ کہ کسی للو پنجو قسم کے جاہل مولوی یا جاہل پیر نے اپنی کسی تصنیف میں ایسا لکھا ہو تو اس کی ذمہ داری ہم پر کیسے آسکتی ہے۔ ہم پر تو اس وقت اس کی ذمہ داری آسکتی ہے جب کہ ہم ایسے عقاید کی تائید کریں لیکن ہم تو ان سے بیزاری کا اظہار کر رہے ہیں۔

۳ : مصنف چراغِ سنت نے یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت پیر صاحب علی پوری مرحوم کی مجلس میں کسی نے ان کی شان میں یہ شعر پڑھے :

حور و ملکؑ فلک پر فرش و زمیں پہ تیرے

خادم ہیں دست بستہ چاروں کتاب والے

جماعتِ اسلامی کے المنبر نے بھی اس شعر پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

'' یہ غلو کی دردناک مثال ہے اور مزید المیہ یہ ہے اس قسم کے اشعار

پڑھنے والوں کو پیر صاحب نے نقرئی تمغہ اور دستار شریف کا انعام
دیا۔ اگر یہ صحیح ہے تو انتہا درجہ افسوسناک ہے،،

(المنیر صفحہ ۶ بابت ۲ - مارچ ۱۹۵۶ء)

اس کے متعلق ہم دو اصولی باتیں کہنا چاہتے ہیں :

اوّل یہ کہ مصنف چراغِ سنت کیا یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ اعلحضرت بریلوی علیہ الرحمۃ نے کبھی اس واقعہ اور ان اشعار کو اپنی تصانیف میں ذکر کیا اور تائید کی۔ اگر نہیں تو پھر ان پر الزام کیسا۔

ثانیاً دیانت داری کا تقاضا یہ ہے کہ ان اشعار پر شرعی نقطہ نظر سے غور کیا جائے مصرع اوّل یہ ہے ع حور و ملک فلک پہ فرشِ زمیں پہ تیرے

جس کا مفہوم یہ ہے کہ آسمان پر حوریں اور فرشتے حضرت پیر صاحب علی پوری کے خادم ہیں،، ــ میں کہتا ہوں فرض کیجئے اگر کوئی شخص اپنے کسی بزرگ کے متعلق ایسا کہے تو کیا شرعاً اس پر کفر و شرک یا گمراہی کا فتویٰ لگایا جا سکتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ مبالغہ ہے ہم اس کو نہیں مانتے کہ حور و ملک آسمان پر پیر صاحب علی پوری کے خادم ہیں "۔ دوسرا مصرع یہ ہے :

ع خادم ہیں دست بستہ چاروں کتاب والے

مصنف چراغِ سنت کا کہنا ہے کہ چاروں کتاب والوں سے شاعر نے حضرت داؤد، موسیٰ، عیسیٰ و حضور علیہ السّلام مراد لئے ہیں تو اگر شاعر نے واقعی چاروں کتاب والوں سے انبیاء کو مراد لیا ہے تو بے شک یہ بات سخت قابلِ اعتراض ہے لیکن سوال یہ ہے کہ مصنّف چراغِ سنّت کو یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ شاعر چاروں کتاب والوں سے انبیاء کو مراد لے رہا ہے۔

حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ شاعر نے چاروں کتاب والوں سے انبیاء کو مراد نہیں لیا بلکہ ان کتابوں کے ماننے والوں کو مراد لیا ہے یعنی اُمتی جیسے قرآن پاک میں اہلِ کتاب کے لفظ سے یہودی و عیسائی مراد لئے گئے ہیں۔ شاعر کا مقصد یہ کہنا ہے کہ پیر صاحب علی پوری علیہ الرحمۃ

سے ہر مکتب فکر کے لوگ عقیدت رکھتے تھے اور عیسائی یہودی وغیرہ سب ہی ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے، چنانچہ خود مصنف چراغِ سنت نے بھی یہ تسلیم کیا ہے کہ چاروں کتاب والوں سے مراد امتی بھی ہو سکتے ہیں[ع]۔

تو جب خود مصنف چراغِ سنت کو یہ تسلیم ہے کہ چاروں کتاب والوں سے مراد اُمتی بھی ہو سکتے ہیں تو انبیاء کو کیوں مُراد لیا جائے جب کہ شاعر مسلمان ہے اور اس کا مسلمان ہونا قرینہ ہے اس بات کا کہ وہ چاروں کتاب والوں سے اُمتی ہی مُراد لے رہا ہے۔

چنانچہ یہ اصول اہلِ علم پر مخفی نہیں ہے کہ جب لفظ دو معنیٰ کا احتمال رکھے تو اس کے قائل کو کفر سے بچانے کے لئے وہ معنیٰ مراد لئے جائیں گے۔ جس میں شرعًا کوئی حرج نہ ہو لیکن یہ اسی وقت لے جائیں گے جبکہ وہ لفظ واقعی اچھے اور بُرے دونوں معنیٰ کا احتمال رکھے (اور قائل بھی اس ذو معنی لفظ کے بُرے معنی مراد نہ لے اور اس کو بُرا ہی سمجھے) چنانچہ "چاروں کتاب والوں" یہ کلمہ ایسا ہے جو ذو معنیٰ ہے۔ اس سے نبی مراد لئے جائیں تو یہ معنیٰ بہت دُور کے ہیں اور اگر امتی مراد لئے جائیں تو یہ معنیٰ متعارف و مشہور ہیں بلکہ قرآن نے خود اہلِ کتاب سے اُمتی مراد لئے ہیں۔

لہٰذا ضروری ہے کہ ایک مسلمان سے بدگمانی نہ کی جائے اور چاروں کتاب والوں سے مراد اُمتی لیا جائے اور امتی مُراد لینے میں یقینًا کوئی قابلِ اعتراض بات پیدا نہیں ہوتی۔ میں مصنف چراغِ سُنت سے تو نہیں مگر مدیر شہیر "المنیر" لائلپور سے ضرور کہوں گا کہ وہ ہماری ان معروضات پر غور فرمائیں اور بتائیں یہ بات ہم دیانتداری سے کہہ رہے ہیں یا نہیں؟

اُلٹی منطق

مصنف چراغِ سنت نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر چاروں کتاب والوں کا مطلب اُمتی لیا جائے تو صحابہ و تابعین سب شاہ صاحب کے خادم ہوں گے۔

عہ اور قائل بھی اس ذو معنیٰ لفظ کے بُرے معنی مراد نہ لے اور اس کو بُرا ہی سمجھے۔

میں سب سے پہلے تو مصنف چراغِ سنّت کی جہالت کی داد دینے پر مجبور ہوں اور بڑی فراخدلی کے ساتھ ان کے اس علم وفضل کے حضور خراجِ تحسین ادا کرتا ہوں اور یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر بات یہ ہی ہے تو پھر تو یہ اعتراض آپ پر بھی آجائے گا کہ شاعر کی مراد یقیناً اُمتی کے لفظ سے یہ نہیں ہے کہ اس میں صحابہؓ وتابعین بھی داخل ہیں۔ پھر دیانت کا تقاضا بھی یہ ہی ہے کہ ایک مسلمان کے متعلق آپ ایسا گمان کیوں کریں کہ وہ اس جگہ لفظ امت میں صحابہ کو بھی داخل مان رہا ہے

اور اگر مصنف چراغِ سنت

اپنی جہالت کی وجہ سے یہ کہیں کہ اس جگہ شاعر نے لفظ امّت میں صحابہ کو بھی داخل کر لیا ہے تو پھر میں کہوں گا کہ ؎ یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر

اپنے بیگانے ذرا پہچان کر

لیجیئے! مصنف چراغِ سنت کے امام و پیشوا مولوی محمود الحسن دیوبندی اپنے پیر کو ان القابات سے یاد کر رہے ہیں :-

"مخدوم الکل مطاع العالم جناب مولانا رشید احمد گنگوہی"

(مرثیہ رشید احمد مصنّفہ مولوی محمود الحسن دیوبندی۔ سرورق)

اب آپ یہاں بھی وہی الٹی منطق چلائیے، مولوی محمود الحسن دیوبندی اپنے پیر رشید احمد گنگوہی کو مخدومِ الکل اور مطاع العالم کہہ رہے ہیں۔ مخدوم الکل کا معنیٰ ہے۔ سارے عالم کے مخدوم اور ساری دنیا ان کی خادم اور مطاع العالم کا مطلب یہ ہے۔ سارا عالم ان کا مطیع اور ساری کائنات کے وہ مطاع۔

بتائیے! عالم میں انبیاء اولیاء سب ہی داخل ہیں یا نہیں؟ اگر داخل ہیں اور واقعی داخل ہیں تو مولوی محمود الحسن دیوبندی نے اپنے پیر و مرشد رشید احمد گنگوہی کو ساری دُنیا کا مخدوم اور ساری کائنات کا مطاع کہہ کر تمام انبیاء کرام کی توہین کی یا نہیں؟ اور تمام انبیاء کرام صحابہ عظام وتابعین ذوالاحترام کو مولوی رشید احمد گنگوہی کا تابع فرمان قرار دیا یا نہیں؟

اب ذرا دے دیجئے دل کڑا کرکے اپنے شیخ مولوی محمود الحسن دیوبندی پر توہینِ انبیاء و توہین صحابہ کا فتویٰ۔

اگر مصنف چراغِ سنت کے دل میں ذرا بھی دیانت و صداقت ہے تو وہ حضرت پیر صاحب علی پوری اور اس شاعر پر فتویٰ دینے سے پہلے اپنے امام و پیشوا مولوی محمود الحسن دیوبندی پر فتویٰ دے اور اگر اس سے بھی مصنف چراغِ سنت کی تشفی نہیں ہوئی تو ذرا اور سُنیے اور سر دُھنیے :-

تمام دیوبندی مولوی اشرف علی تھانوی کو حکیم الامت لکھتے اور مانتے ہیں اور عموم لفظ کا اقتضا تو یہ ہی ہے کہ یہ مانا جائے کہ مولوی اشرف علی تمام امت کے حکیم ہیں اور امت میں صحابہ تابعین اور تمام اولیاء اللہ شامل ہیں تو اب نتیجہ یہ نکال لیجئے کہ دیوبندیوں کے نزدیک "مولوی اشرف علی صحابہ کرام اولیاء عظام، غوث، قطب، اوتار سب ہی کے حکیم ہیں"، لیکن ظاہر ہے کہ یہاں یہ مفہوم مراد نہیں ہے۔ تو اسی طرح یہاں کیوں بدگمانی کی جائے اور کیوں یہ سمجھا جائے کہ شاعر نے گو "چاروں کتاب والوں" سے اُمتی مراد لیا ہے مگر اس کے نزدیک لفظ امت میں صحابہ بھی شامل ہیں۔

مدیر المنیر اور اہلِ علم حضرات سے ہم گذارش کریں گے کہ وہ دیانتداری کے ساتھ ہماری معروضات پر غور فرمائیں کہ ہم ٹھیک کہہ رہے ہیں یا نہیں ؟

بہرحال ہمارا مقصد اس توضیح سے صرف یہ ہے کہ جب ان اشعار کے صحیح معنیٰ ہو سکتے ہیں تو پھر خواہ مخواہ اپنی طرف سے ان کے ایک غلط معنیٰ بنا کر عوام میں غلط فہمی پھیلانے سے کیا فائدہ! پھر جس رسالہ میں ان اشعار کے اندراج کا دعویٰ کیا گیا ہے یعنی "انوار الصوفیہ" وہ رسالہ پیر صاحب کے مریدین نکالتے ہیں اور اس کے تمام مندرجات سے تمام اہلسنّت وجماعت کے علماء کا متفق ہونا کہاں ضروری ہے۔

دیوبندی غلو

مصنّف چراغِ سنّت نے بڑے زور سے دعویٰ کیا ہے کہ بریلوی انبیاء کو خدا کے ساتھ ملا دیتے ہیں اور اولیاء کو انبیاء سے بڑھا دیتے ہیں۔ اب حقیقت تو قارئین کرام کو معلوم ہوگئی ہے کہ مصنف

چراغِ سنت اپنے دعویٰ میں کتنا سچا ہے اور اس سلسلہ میں وہ کیسے کچھ اوچھے ہتھیار استعمال کر رہا ہے لیکن اس موقع پر اگر ہم دیوبندی غلو کی چند مثالیں قارئین کے سامنے پیش نہ کریں تو یہ انصاف کا خون ہوگا۔ اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ دیوبندی غلو کی بھی قارئین کو سیر کرادیں اور یہ بھی کہہ دیں کہ ہم جو کچھ اس باب میں پیش کریں گے وہ کسی للّو پنجو دیوبندی یا کسی جاہل دیوبندی کے اقوال نہیں ہوں گے۔ بلکہ اکابرین علمائے دیوبند اور مصنف چراغ سنّت کے مرشدِ برحق قطبِ وقت کے رشحاتِ قلم ہوں گے۔

ہم بفضلہ تعالیٰ مصنفِ چراغِ سنّت کی طرح خائن نہیں ہیں کہ کسی میراثی کا شعر لکھ کر یہ کہہ دیں یہ تو اعلیٰ حضرت بریلوی نے "الامن والعلیٰ" میں لکھا ہے۔

ہم ایسے افترا پردازوں اور دغا بازوں پر بھی لعنت بھیجتے ہیں جو کسی جاہل کے یہ اقوال کہ :

"اولیاء اللہ کی پرستش جائز ہے کیونکہ یہ خدا کی پرستش ہے۔ اولیاء اللہ عالم الغیب ہیں۔ اولیاء کُن سے سب کچھ پیدا کر سکتے ہیں۔ اللہ کے پلے میں وحدت کے سوا کچھ نہیں ہے"

نقل کر کے بڑی دیدہ دلیری سے یہ بھی لکھ دے کہ یہ بات اعلیٰ حضرت بریلوی نے "الامن والعلیٰ" میں لکھی ہے۔

ہم غلو کی جو مثالیں پیش کریں گے وہ کسی معمولی دیوبندی کی نہیں بلکہ مصنف چراغِ سنّت بلکہ پوری دیوبندی قوم کے حکیم الامّت اور شیخ الحدیث اور مجدد اور قطبِ وقت کی ہوں گی۔ ملاحظہ فرمائیے :

مرثیہ محمود الحسن

قارئین کو معلوم ہے کہ مولوی رشید احمد گنگوہی حضرات علماء دیوبند بلکہ پوری دیوبندی قوم کے امامِ اعظم ہیں خود مصنف چراغِ سنّت نے ان کو ان القابات سے نوازا ہے :-

"حضرت قطب الارشاد مولانا رشید احمد گنگوہی علیہ الرحمۃ" (چراغ سنت ص۱۵۸)

اس کے بعد ایک اور نام سُن لیجیے :

یہ ہیں پُوری دنیائے دیوبندیت کے شیخ الہند مولوی محمود الحسن دیوبندی اور یہ ہیں پُوری دیوبندی قوم کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی۔

بتائیے یہ دنیائے دیوبندیت کی معمولی شخصیتیں ہیں؟ یہ تو وہ ہستیاں ہیں جن کو پُوری دیوبندی قوم اپنا مقتداو پیشوا مانتی ہے۔ ہم انہیں کے غلویات اس وقت پیش کرنا چاہتے ہیں۔

مولوی رشید احمد

دیوبندیوں کے قطب الارشاد مولوی رشید احمد گنگوہی مر گئے تو پُوری دُنیائے دیوبندیت میں صفِ ماتم بچھ گئی۔ اب ماتم کی صفوں میں ضروری تھا کہ کوئی مرثیہ خواہ بھی ہو تو دنیائے دیوبندیت کے شیخ الہند مولوی محمود الحسن دیوبندی اُٹھے اور مرثیہ خوانی کے فرائض انہوں نے انجام دیئے اور مرثیہ رشید احمد کے نام سے انہوں نے ایک مرثیہ چھاپا جو اب تک چھپ رہا ہے اور اس کی اشاعت ہو رہی ہے اس مرثیہ میں مولوی رشید احمد گنگوہی کی وہ تعریف کی گئی ہے کہ الامان الحفیظ کہیں انبیاء سے ان کا مقابلہ کیا گیا ہے کہیں ان کو صدیق و فاروق کے مرتبہ پر بٹھایا گیا ہے اور کہیں اِن میں خدائی صفات ثابت کر کے خدا کے ہم مرتبہ بنایا گیا ہے۔

یہ جو کچھ میں لکھ رہا ہوں۔ اس کے ایک ایک لفظ کے ثبوت میں مولوی محمود الحسن کے اشعار حاضر ہیں۔ ملاحظہ کیجئے:

بانیٔ اسلام کا ثانی

؎ زباں پر اہلِ ہوا کے ہے کیوں اُعل ھبل شاید
اٹھا عالم سے کوئی بانی اسلام کا ثانی

اس شعر میں مولوی محمود الحسن نے مولوی رشید احمد گنگوہی کو بانیٔ اسلام کا ثانی قرار دیا ہے۔

بتایا جائے کہ کسی شخص کو خواہ وہ کیسا ہی فاضل کیوں نہ ہو۔ بانی اسلام کا ثانی کہنا جائز ہے؟ اور کیا یہ مبالغہ نہیں ہے اور کیا اس میں غلو کی مثال دنیائے دیوبندیت کے سوا کہیں اور مل سکتی ہے۔ پھر اس کے ساتھ ساتھ قارئین اگر انصاف کرنا

چاہیں تو مصنف چراغِ سنت کی یہ عبارت بھی پڑھ لیں کہ :۔

" اہلسنت کے نزدیک (یعنی علمائے دیوبند کے نزدیک) اللہ تعالیٰ حضور کی مثل پیدا نہیں فرمائے گا ،، (حاصل مفہوم) [چراغِ سنت صے ۱۲]

غور کیا جائے کہ چیلا یعنی مصنف چراغِ سنت کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور کی مثل پیدا نہیں فرمائے گا لیکن چیلے کا گرو مولوی محمود الحسن کہتے ہیں ۔مولوی رشید احمد بانیٔ اسلام کے ثانی ہیں۔ بانیٔ اسلام کے بھی دو مطلب ہیں ۔حقیقت میں سب کے نزدیک بانیٔ اسلام اللہ عزوجل ہے اور مجازاً حضور کو بھی بانیٔ اسلام کہہ سکتے ہیں۔اس بناء پر کہ آپ نے بھی اسلام کا علم بلند کیا، لیکن حقیقی طور پر بانیٔ اسلام صرف اللہ عزوجل ہے، تو اب اگر بانیٔ اسلام کے حقیقی معنیٰ لئے جائیں تو مطلب یہ ہوگا کہ :۔

" مولوی رشید احمد گنگوہی خدا کے ثانی ہیں ،،

مصنف چراغِ سنت بریلویوں پر تو جھوٹا الزام یہ رکھتے ہیں کہ یہ انبیاء میں خدا کی صفات مانتے ہیں مگر ذرا اپنے شیخ الہند مولوی محمود الحسن کی خبر لے لیں جو اپنے پیر کو خُدا کا ثانی کہہ رہے ہیں۔ اگر بانیٔ اسلام سے حضُور مراد ہوں تو اب مطلب یہ بن جائیگا کہ مولوی رشید احمد حضور اکرم کے ثانی ہیں گویا مصنف چراغِ سُنت کہتے ہیں کہ اللہ حضُور جیسا پیدا نہیں کرے گا اور ان کے امام و پیشوا یہ کہتے ہیں کہ اللہ نے حضور جیسا پیدا کر دیا ہے۔ اگر دیکھنا چاہو تو مولوی رشید احمد کو دیکھ لو جو حضُور کے ثانی ہیں۔ (معاذ اللہ)

عبید سود یُوسف ثانی

قبولیت اسے کہتے ہیں مقبوُل ایسے ہوتے ہیں
عبید سود کے ان کے لقب ہے یوسف ثانی

اس شعر میں مولوی محمود الحسن کہتے ہیں کہ میرے پیر رشید احمد ایسے مقبول ہیں کہ ان کے کالے کالے غلاموں کا لقب یوسف ثانی ہے۔

اوّل: تو اس میں مولوی رشید احمد گنگوہی کے مریدوں کو ان کا غلام کہا گیا جو دیوبندیوں کے نزدیک شرک ہے، کیونکہ اسمٰعیل دہلوی نے لکھا ہے کہ غلام رسُول نام رکھنا شرک ہے۔ تقویۃ الایمان

دوم : مولوی رشید احمد دیوبندی کے کالے کلوٹے بدشکل مریدوں کو سیدنا یوسف علیہ السلام کا ثانی کہا جا رہا ہے اور یہ سب کچھ ان کے نزدیک قرآن حدیث اجماعِ امت اور قیاس کے بالکل مطابق ہے۔

مُربّیٔ خلائق

؎ خدا ان کا مربّی وہ مربّی تھے خلائق کے
میرے مولا میرے ہادی تھے بیشک شیخ ربانی

لیجیے اس شعر میں مولوی رشید احمد کو مربّیٔ خلائق کہا جا رہا ہے اور ہادی کہا جا رہا ہے لیکن اس موقع پر کفر و شرک کے تمام فتوے لپیٹ کر رکھ دیئے گئے ہیں۔

کعبہ اور گنگوہ

؎ پھریں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ
جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوقِ شوقِ عرفانی

لیجیے دیوبندیوں کو کعبہ میں پہنچ کر بھی اپنے پیر رشید احمد گنگوہی کا گاؤں گنگوہ ہی یاد آتا ہے اسی کا رستہ پوچھتے ہیں۔ اب یہ آپ سمجھ سکتے ہیں جو شخص عین کعبہ مقدسہ میں پہنچ کر اپنے پیر کے گاؤں کا رستہ پوچھتا ہے اس کے عقیدہ میں پیر کے گاؤں کی کعبہ کے مقابل کیسی کچھ عظمت ہوگی۔ پر لطف یہ ہے کہ خود تو کعبہ معظمہ جو بیت اللہ ہے وہاں پہنچ کر بھی گنگوہ ہی کے خیال میں گم رہتے ہیں اور بریلویوں پر یہ جھوٹا الزام لگاتے ہیں کہ یہ تو پیر کے گھر کا طواف اور حج کرتے ہیں۔

لاثانی

؎ دلوں کو جھانکتے ہیں اپنے اور سب مسکراتے ہیں
کہا جب میں نے مولانا رشید احمد ہے لاثانی

لیجیے! دیوبندیوں کے شیخ الہند مولوی محمود الحسن کہتے ہیں کہ مولوی رشید احمد گنگوہی لاثانی تھے، ان کو تو لاثانی کہا جا رہا ہے مگر حضورِ اکرم کے متعلق دیوبندیوں کے امام اول مولوی اسمٰعیل دہلوی تقویۃ الایمان میں لکھتے ہیں کہ

"اللہ چاہے تو کروڑوں نبی ولی جن فرشتہ جبرئیل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی برابر پیدا کر ڈالے"

یعنی مولوی اسمٰعیل دہلوی حضور کی نظیر کو ممتنع نہیں مانتے اور کہتے ہیں یہ تحت

قدرت ہے کہ اللہ تعالیٰ کروڑوں محمد رسول اللہ کے برابر پیدا کر ڈالے، لیکن اس کے باوجود مولوی رشید احمد چونکہ دیوبندیوں کے قطب الاقطاب ہیں اس لئے وہ لاثانی ہیں گویا حضور کا تو ثانی ہو سکتا ہے مگر مولوی رشید احمد کا ثانی کوئی نہیں ہے۔

مُردوں کو زندہ کیا

غلو کی ایک نہایت ہی پاکیزہ مثال ملاحظہ فرمایئے اور سر دُھنیے ارشاد ہوتا ہے اور زبانِ فیضِ ترجمان شیخ الہند سے پھول جھڑتے ہیں ؎

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں ذرا ابنِ مریم

کچھ سمجھے آپ ؟ دیوبندیوں کے شیخ الہند مولوی محمود الحسن دیوبندی یہ کہتے ہیں کہ میرے پیر اور مرشدِ کامل کی شان تو یہ ہے کہ اُنہوں نے مُردوں کو زندہ کر دیا اور زندوں کو مرنے ہی نہیں دیا دلیکن اگر بات یہ ہی ہے تو پھر شاید حضرت عزرائیل کو سمجھا بجھا کر چلتا کر دیتے ہوں گے اور عزرائیل بحضور رب العالمین یہ کہہ دیتے ہوں گے۔ ”الٰہی ! رُوح قبض کرنے گیا تھا مگر کروں کیا دیوبندیوں کے قطب الارشاد نے زندوں کو مرنے نہیں دیا“) پھر مصنف چراغِ سنت یہ بھی بتائیں کہ زندہ کرنا اور مرنے نہ دینا یہ خاص اللہ عزّوجل کی صفت ہے یا نہیں ؟ اگر ہے تو کیا آپ کی تلوارِ شرک کا وار آپ کے مولوی محمود الحسن دیوبندی پہ بھی ہو سکتا ہے یا نہیں ؟ اگر نہیں تو کیوں ؟

پھر قارئین اس پہ بھی غور فرمائیں کہ دیوبندیوں کے نزدیک مولوی رشید احمد گنگوہی تو مردوں کو زندہ کرتے ہیں اور زندوں کو مرنے نہیں دیتے، ان کو تو یہ اختیارات حاصل ہیں لیکن وہ ہستی مقدس جس کا نام نامی اسم گرامی سیّد المرسلین خاتم النبیین محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ محمد رسول اللہ ہے، ان کے متعلق ان کا عقیدہ یہ ہے کہ :

”جس کا نام محمد و علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں“ (تقویۃ الایمان ص۴۷)

اللہ اکبر، حضور سیّدِ عالم تو کسی چیز کے مختار نہیں اور مولوی رشید احمد گنگوہی کو یہ اختیار ہے کہ وہ زندوں کو مرنے نہ دیں اور مُردوں کو زندہ کر دیں۔

ع چہ بے خبر ز مقامِ محمدِ عربی است

پھر مصرع ثانی ملاحظہ کیجئے، کہتے ہیں:

اس مسیحائی کو دیکھیں ذرا ابنِ مریم

جس کا صاف و صریح مفہوم یہ ہے کہ اے ابنِ مریم (علیہ السلام) آپ نے تو صرف مُردے زندہ کئے ہیں مگر میرے قطب الارشاد کی شان تو تم سے بھی بڑھ کر ہے کہ وہ زندوں کو مرنے بھی نہیں دیتے۔

انصاف سے غور کیجئے اور پھر بتائیے اس مصرع میں مولوی محمود الحسن دیوبندی نے مولوی رشید احمد دیوبندی کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل مانا یا نہیں؟ اب کیا فرماتے ہیں مصنف چراغِ سنت اور مدیر شہیر "المنیر" لائلپور کہ مولوی محمود الحسن دیوبندی اپنے مرشد میں خدائی صفات مان کر اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ان کا مقابلہ کر کے کیا ہوئے؟ کیا اس غلوِ ناپاک کی بنا پر ان کے لئے بھی کوئی فتویٰ از قسم شرک و بدعت ہے یا شرک و کفر کے تمام فتاویٰ صرف غریب بریلویوں ہی کے لئے ریزرو کر دیئے گئے ہیں

المناک غلو

پھر اس غلوِ ناپاک کا المناک پہلو یہ بھی ہے کہ جن احادیث میں یہ آیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مُردے زندہ کئے ان احادیث کو اکثر علمائے دیوبند موضوع کہتے ہیں۔ ملاحظہ ہو سیرۃ النبی مصنفہ مولوی سلیمان ندوی دیوبندی حصہ معجزات یعنی علمائے دیوبند کے نزدیک وہ حدیثیں تو موضوع ہیں جن میں حضورؐ کے اس معجزہ کا بیان ہے کہ آپ نے مردے زندہ فرمائے، لیکن اس کے مقابل دیوبندیوں کے نزدیک یہ بالکل حق ہے کہ مولوی رشید احمد گنگوہی نے مردے زندہ کئے اور زندوں کو مرنے نہ دیا۔ افسوس ع چہ بے خبر ز مقامِ محمدِ عربی است

دونوں جہاں کی حاجتیں

؎ حوائج دین و دنیا کے کہاں لیجائیں ہم یارب
گیا وہ قبلۂ حاجات روحانی و جسمانی

اس شعر میں مولوی محمود الحسن نے اپنے پیر کو حاجت روا اور مشکلکشا روحانی و جسمانی حاجتوں کا

قبلہ مانا ہے پھر خدا کو مخاطب کر کے کہہ رہے ہیں :۔

ہمارا حاجت روا تو مر گیا ہے، اے خدا اب ہم کس سے روحانی و جسمانی حاجتیں طلب کریں۔

یہ ہے دیوبندیوں کا ایمان کہ اپنے پیروں کو حاجت روا مشکلکشا سمجھتے ہیں اور اگر کوئی مسلمان حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاجت روا یا جسمانی و رُوحانی حاجتوں کا قبلہ کہہ دے تو

اس پر جھٹ کفر و شرک کا فتویٰ لگا دیتے ہیں

حاکمِ مطلق

نہ رکا پہ نہ رکا پر نہ رکا پہ نہ رکا
اس کا جو حکم تھا سیف قضائے مبرم

اس شعر میں مولوی محمود الحسن دیوبندی نے اپنے پیر کو ایسا حاکم مانا ہے کہ جس کا کوئی حکم ٹل نہیں سکتا اور اس کا ہر حکم قضائے مبرم ہے۔

دیکھا آپ نے اپنے پیر کو حاکم مان رہے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ اس کا ہر حکم قضائے مبرم ہے وہ ٹل نہیں سکتا۔ دیوبندیوں کے پیر تو حاکم بھی ہیں۔ ان کا حکم قضائے مبرم کی طرح اٹل بھی ہے اور یہ سب کچھ توحید ہے اس عقیدہ میں شرک کی بُو بھی نہیں ہے، لیکن اگر کوئی مسلمان حضورِ اکرم کو حاکم کہہ دے اور یہ کہہ دے کہ حضور کا ہر حکم قضاءِ مبرم ہے، تو پھر دیکھئے کفر و شرک کے کتنے فتوے خانہ ساز توحید کی زنبیل سے برآمد ہوتے ہیں۔ اللہ اکبر دیوبندیوں کے پیر مولوی رشید احمد تو حاکم ہیں ان کا حکم قضائے مبرم ہے۔ وہ مربّیٔ خلائق ہیں اور قاضی الحاجات ہیں، مخدوم الکل اور مطاع العالم ہیں۔ ان کے کالے کالے غلاموں کا لقب یوسف ثانی ہے۔ وہ بانیٔ اسلام کے ثانی ہیں۔ وہ مردوں کو زندہ کرتے اور زندوں کو مرنے نہیں دیتے ہیں۔

اتنی صفتیں مولوی رشید احمد دیوبندی میں پائی جاتی ہیں، لیکن وہ ذاتِ مقدس جس کا نام نامی و اسم گرامی

محمد رسُول اللہ ہے جو احمد و محمد ہے جو شافعِ محشر ہے جو سید المرسلین

ہے جو خاتم النبیین ہے جو صاحب قرآن صاحب خلقِ عظیم ہے جس کی صفات کا بیان کتابِ مجید میں ہے ۔صلی اللہ علیہ وسلّم ،،

ان کے متعلق دیوبندیوں کے امام و پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتے ہیں :۔

(۱) جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں (تقویت الایمان صہ ۴۷)

(۲) رسُول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا ۔ (تقویت الایمان صہ ۶۶)

(۳) جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار سو ان معنیٰ پہ ہر پیغمبر اپنی امّت کا سردار ہے (تقویت الایمان صہ ۴۷)

(۴) سب انبیاء اولیاء اس کے روبرو ذرّۂ ناچیز سے بھی کم تر ہیں ۔ (تقویت الایمان صہ ۴۲)

چہ بے خبر ز مقامِ محمّد عربی است

داغ غلامی

؎ زمانہ نے دیا اسلام کو داغ اس کی فرقت کا
کہ تھا داغِ غلامی جس کا تمغائے مسلمانی

اس میں مولوی محمود الحسن نے اپنے پیر کے متعلق یہ کہا ہے کہ ان کے غُلام ہونے کا داغ مسلمانی کا تمغہ و سند ہے ۔جب ان کا داغِ غلامی تمغائے مسلمانی ہُوا تو اس سے یہ ہی ثابت ہُوا کہ جو ان کا غلام بنا اسی کو یہ تمغہ ملا اور جس نے ان کی غلامی نہ کی اس تمغہ سے محروم رہا۔

اس اصُول کی روشنی میں تو صحابہ کرام، آئمہ مجتہدین و اولیائے کاملین کو بھی مولوی رشید احمد کا غلام ماننا پڑے گا۔ یا پھر ان تمام مقبولانِ خُدا کو مسلمانی کے تمغہ سے خالی ماننا پڑے گا۔غور کیجئے ایسے دردناک غلو کی مثال سوائے دُنیائے دیوبندیت کے اور کہیں بھی مل سکتی ہے ۔

وہ صدّیق و فاروق تھے

اور لیجئے اور اس غلوئے ناپاک کو پڑھ کر ان کی عقلوں کا ماتم کیجئے۔ لکھتے ہیں۔

؎ وہ تھے صدیق اور فاروق پھر کہئے عجب کیا ہے
شہادت نے تہجد میں قدم بوسی کی گر ٹھانی

ان اشعار میں دیوبندیوں کے شیخ الہند مولوی محمود الحسن نے اپنے پیر کو بیک وقت صدیق وفاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کہا ہے۔ پھر یہ بھی کہا ہے کہ اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں ہے وہ صدیق بھی تھے اور فاروق بھی تھے۔ تبایا جائے کہ کسی شخصیت کو خواہ وہ کتنی ہی فاضل کیوں نہ ہو۔ صدیق و فاروق کہنا جائز ہے اور کیا صحابہ کرام کا مرتبہ غیر صحابی کو دیا جاسکتا ہے ؟

اہل سُنت وجماعت کے تمام طبقات سیدنا صدیق اکبر کو انبیاء کے بعد افضل الخلائق مانتے ہیں اور حضرتِ صدیق اکبر کے بعد حضرت فاروقِ اعظم کا مرتبہ ہے لیکن دیوبندیوں کا حال یہ ہے کہ اپنے پیر کو مقام صدیقیت وفاروقیت پر بٹھا رہے ہیں۔ کیا مصنف چراغِ سنت میں ہمت ہے کہ وہ اپنے شیخ الہند محمود الحسن کے اس دعویٰ کی تردید کرے اور اعلان کرے کہ کسی بڑی سے بڑی شخصیت کو صحابہ کرام کے ہم مرتبہ ماننا یا اس کو صدیق وفاروق کہنا گمراہی ہے۔ مگر اتنی محبت حضرات صحابہ کرام سے کہاں، کہ ان کے مقابل شیخ الہند کی بات کو غلط قرار دیا جائے۔

غلو کی ایک دردناک مثال حضور کو اردو علمائے دیوبند سے سابقہ کی وجہ سے آگئی

قارئین دیوبندی غلویات کی فہرس پڑھ کر تھک گئے ہوں گے مگر کیا کریں دیوبندی غلو کی یہ چند مثالیں ہمیں اس لئے پیش کرنی پڑگئی ہیں تاکہ قارئین کو یہ معلوم ہو جائے کہ یہ دیوبندی جس وصف اور جن صفات کی حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیائے کرام سے نفی کرتے ہیں۔ اسی کو اپنے پیروں اور استاذوں کے لئے ثابت کرتے ہیں اور اس وقت ان کو شرک وکفر کے فتوے بھول جاتے ہیں (اب ایک دردناک غلو کی مثال اور سن لیجئے۔ دیوبندیوں کے مشہور عالم اور ان کے مقتداء پیشوا مولوی خلیل احمد انبیٹھوی مدرسہ دیوبند کی شان بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

اس فقیر کی گمان میں یہ آتا ہے کہ مدرسہ دیوبند کی عظمت، حق تعالیٰ

کی درگاہِ پاک میں بہت ہے (یہ ان کو شاید جبریل نے آکر بتایا ہوگا) کہ صدہا عالم یہاں سے پڑھ کر گئے اور خلقِ کثیر کو ظلماتِ ضلالت سے نکالا۔ یہ ہی سبب ہے کہ ایک صالح فخرِ عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہُوئے تو آپ کو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی آپ تو عربی ہیں۔ فرمایا جب سے علمائے مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہُوا ہم کو یہ زبان آگئی سبحان اللہ اس سے مرتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہُوا۔"

(براہین قاطعہ ص۲۶ مصنفہ خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی)

اس خواب کو اور اس سے جو تعبیر لی گئی ہے۔ دونوں کو پڑھیئے خدا کے لئے بتائیے کہ ایسا خبیث خواب اور اس کی ایسی ذلیل تعبیر کسی مُسلمان کے ذہن میں آسکتی ہے۔ خواب تو صرف اتنا ہے کہ —— اس صالح کو حضور اُردو میں بات کرتے ہُوئے نظر آئے۔ اس نے کہا آپ کو اُردو کہاں سے آگئی تو آپ نے فرمایا کہ جب سے مدرسہ دیوبند کے علماء سے سابقہ پڑا ہم کو یہ زبان آگئی۔

اس خبیث شیطانی خواب کو نقل کر کے دیوبندیوں کے امام العلماء جو تعبیر لے رہے ہیں۔ وہ ان کے ایمان کا پتہ دے رہی ہے۔ کہتے ہیں:۔

"سبحان اللہ اس سے مرتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہُوا"

میں کہتا ہوں کہ ممکن ہے کسی شیطان کو ایسا خواب نظر آگیا ہو مگر اس شیطانی خواب سے تعبیر لے کر تو اس خواب کی تائید کر دی گئی اور تعبیر بھی کیسی خبیث تعبیر لی گئی ہے کہ

"سبحان اللہ اس سے مرتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا"

گویا یہ بتایا جارہا ہے کہ دیکھ لو مدرسہ دیوبند کی عظمت کا یہ عالم ہے کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم جو معلّم کائنات ہیں وہ بھی اُردو میں علمائے دیوبند کے شاگرد ہیں (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) اگر شاگرد کا لفظ نہ استعمال کیا جائے تو پھر

یہ تو اس تعبیر کا قطعی مفہوم ہے کہ حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کو مدرسہ دیوبند کے علماء سے معاملہ کی وجہ سے زبانِ اُردو آگئی اس سے پہلے آپ اُردو نہیں جانتے تھے (معاذاللہ) میرے قلم سے اس موقع پر لفظ ذرا سخت نکل گئے ہیں۔ مگر خدا کی قسم میں ضبط نہیں کر سکا اور اس خبیث خواب اور اس کی تعبیر کو پڑھ کر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے کہ یہ ہیں علمائے دیوبند جو حضورِ اکرم سیّدالمرسلین علیہ الصّلوٰۃ والتسلیم کے متعلق ایسی گھٹیا بات کہتے ہیں اور یہ ہے اِن کا ایمان کہ اپنے پیروں اور استاذوں کا مرتبہ حضور سے بڑھا رہے ہیں۔ "چہ بے خبر ز مقام محمد عربی است"

کم سِن عورت ہاتھ آئے گی

قارئین کرام دیوبندیوں کے ہاں یہ کوئی ایک خواب نہیں ہے۔ اس قسم کے خوابوں کا ایک ذخیرہ ہے اس خواب میں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کو علمائے دیوبند سے تعلق ہو جانے کی وجہ سے زبانِ اردو آنا بتایا ہے، لیکن ایک اور خواب میں دیوبندیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی نے ایک شخص کے خواب کی تعبیر جس نے حضرت ام المؤمنین عائشہ کو خواب میں دیکھا اپنے لئے ایک دوشیزہ کے ہاتھ آنے سے لی ہے۔ دِل تھام کر یہ بھی سُن لیجئے خیر سے وہ خواب بھی ایک ذاکر صالح نے ہی دیکھا ہے۔

رسالہ الامداد صفر ۱۳۳۵ھ میں دیوبندی قوم کے حکیم الامت لکھتے ہیں:۔

"ایک ذاکر صالح کو مکشوف ہوا (یہ خواب نہیں ہے کشف ہے) کہ احقر اشرف علی تھانوی کے گھر حضرت عائشہ آنے والی ہیں۔ اُنہوں نے مجھ سے کہا میرا (اشرف علی کا) ذہن معاً اس طرف منتقل ہوا کہ کمسن عورت ہاتھ آئے گی اس مناسبت سے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عائشہ سے نکاح کیا حضور کا سن شریف پچاس سے زائد تھا اور حضرت عائشہ بہت کم عُمر

تھیں۔ وہی قصہ یہاں ہے۔" (معاذاللہ)

قارئین تعصب سے علیحدہ ہوکر سوچیں کہ اس میں حضرت ام المؤمنین زوجۂ سید المرسلین حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کی توہین ہے یا نہیں۔ بے غیرت سے بے غیرت شخص ماں کو خواب میں دیکھ کر یہ تعبیر لینے کی جرأت نہیں کر سکتا کہ اس کو کمسن عورت ملیگی (پھر کمسن عورت ہاتھ آئے گی) کے لفظ اپنے اندر جو ذلّت رکھتے ہیں ان پر بھی غور کیجئے کوئی جاہل بھی ماں کو خواب میں دیکھ کر یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس کی تعبیر یہ ہے کہ مجھے بھی کمسن عورت ہاتھ آئے گی۔ مگر دیوبندیوں کے حکیم الامّت مولوی اشرف علی تھانوی کا یہ حال ہے اور یہ ایمان ہے کہ اس ہستیٔ پاک کو جو ساری کائنات کے مومنوں کی ماں ہیں۔ یعنی حضرت عائشہ صدیقہ عفیفہ طیّبہ طاہرہ جن کی شان میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سترہ آیتیں نازل فرمائی ہیں ان کو خواب میں دیکھنے والے کو تعبیر دی جا رہی ہے کہ "کم سن عورت ہاتھ آئے گی،، معاذ اللہ ثم معاذ اللہ

چہ بے خبر ز مقامِ محمد عربی است

مرثیہ امام حسین

قارئین کرام! یہ تمام اشعار جن میں انتہائی غلو سے کام لیا گیا ہے۔ ہم نے بطورِ مثال مرثیہ رشید احمد سے لکھے ہیں۔ یہ مرثیہ دیوبندیوں کے شیخ الهند مولوی محمود الحسن نے اپنے پیر رشید احمد گنگوہی کی موت پہ لکھا تھا۔

سوال پیدا ہوتا تھا کہ کیا علمائے دیوبند کے نزدیک مرثیہ لکھنا جائز ہے تو جواب یہ ہے کہ علمائے دیوبند کے نزدیک حضرت امام حسین کا مرثیہ لکھنا تو درکنار اگر لکھا ہُوا مل جائے تو اس کو جلا دینا یا زمین میں دفن کر دینا ضروری ہے لیکن اپنے پیر کا مرثیہ لکھنا اور اس کی اشاعت کرنا کارِ ثواب ہے؛ چنانچہ دیوبندیوں کے قطب الارشاد مولوی رشید احمد صاحب سے سوال ہُوا کہ:

مرثیہ جو تعزیہ وغیرہ میں شہیدانِ کربلا کے پڑھتے ہیں اگر کسی شخص کے پاس ہوں وہ دور کرنا چاہے تو ان کا جلا دینا مناسب ہے یا فروخت کرنا؟

جواب : ان کو جلا دینا یا زمین میں دفن کر دینا ضروری ہے !“

(فتاویٰ رشیدیہ جلد سوم صفحہ ۱۰۲)

واضح ہو شہیدانِ کربلا سے متعلق ہر مرثیہ خلافِ شریعت مضمون پر مشتمل نہیں ہوتا مگر اس کے باوجود شہیدانِ کربلا کے متعلق مطلقاً یہ فتویٰ ہے کہ اس کو جلا دینا یا دفن کر دینا ضروری ہے (”ضروری“ کا لفظ بھی قارئین ذہن میں رکھیں) گویا شہیدانِ کربلا کا مرثیہ تو جلا دینا چاہیئے مگر اپنے پیر رشید احمد گنگوہی کا مرثیہ جس میں اس کے لئے خدائی صفات کا اثبات کیا گیا ہے اس کی اشاعت کرنا جائز ہے۔ اس کے لئے جلا دینے یا دفن کر دینے کا فتویٰ نہیں ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ یہ تو پیر کا مرثیہ ہے اور شہیدِ کربلا سے پیر جیسی عقیدت کہاں ہو سکتی ہے۔

ہولی دیوالی کی پوریاں

اس سلسلہ میں قارئین کرام یہ سُن کر حیران ہونگے کہ دیوبندیوں کے نزدیک ماہِ محرّم میں ذکر شہادت امام حسین صحیح روایات کے ساتھ بیان کرنا، سبیل لگانا وغیرہ سب حرام ہے چنانچہ ان کے قطب الاقطاب نے صاف لکھا ہے :-

”محرم میں ذکرِ شہادت حسین علیہ السلام کرنا۔ اگرچہ بروایاتِ صحیحہ ہو، سبیل لگانا، شربت پلانا، چندہ سبیل یا شربت دینا یا دودھ پلانا سب نادرست اور تشبہ روافض کی وجہ سے حرام ہے (فتاویٰ رشیدیہ حصّہ سوم)

لیکن دیوبندیوں کے یہی قطب الارشاد صاحب ہندؤں کی ہولی و دیوالی کے تہوار پر پوری وغیرہ کو مباح اور شیرِ مادر کی طرح حلال بتاتے ہیں، لکھتے ہیں :-

”ہندو تہوار ہولی یا دیوالی میں اپنے استاد یا حاکم یا نوکر کو کھیلیں یا پوری یا اور کچھ کھانا بطور تحفہ بھیجتے ہیں ان چیزوں کا لینا اور کھانا استاد و حاکم نوکر مسلمان کو درست ہے یا نہیں“

الجواب : درست ہے !“ (فتاویٰ رشیدیہ حصّہ دوم صفحہ ۱۰۷)

دیکھا آپ نے دیوبند علماء کے قطب الاقطاب باوجودیکہ محرم کے شربت اور

دودھ وغیرہ سب کو حرام بتا رہے ہیں مگر ہولی دیوالی سے ایسا تعلق خاص ہے کہ اس کے ہر کھانے کو جائز اور درست کہہ رہے ہیں۔ آخر یہ غلو کیوں ہے کہ حضرت امام حسین کی طرف جو چیز منسوب ہو جائے وہ تو حرام اور ہولی دیوالی کی طرف نسبت کرنے سے کوئی خرابی نہ آئے اور وہ جائز و درست رہے۔ بہرحال محرم کے شربت کو حرام بتانا اور ہولی دیوالی کے ہر کھانے کو حلال کہنا یا تو ہولی دیوالی کی عقیدت کا نشہ ہے یا پھر حضرت امام حسین سے نفرت کا غلبہ ہے، ورنہ کیا وجہ ہے کہ جب دونوں کھانوں میں غیر اللہ کی طرف نسبت موجود ہے تو ایک جائز رہتا ہے دوسرا ناجائز و حرام کیوں ہو جاتا ہے۔

صحابہ کی توہین کرنے والا اہلسنّت سے خارج نہیں ہوتا

غلو اور بزرگانِ دین سے نفرت و عداوت کی ایک مثال اور سُن لیجئے۔ یہ بھی دیوبندیوں کے قطب الارشاد مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں:-

"جو شخص صحابہ کرام میں سے کسی کی تکفیر کرے وہ ملعون ہے ایسے شخص کو امام مسجد بنانا حرام ہے اور وہ اپنے اس گناہ کبیرہ کی وجہ سے اہلسنت وجماعت سے خارج نہ ہوگا"۔ (فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم صا۱۱)

سُنا آپ نے! دیوبندیوں کے نزدیک صحابہ کرام کو کافر کہنے والا اہلسنت وجماعت سے خارج نہیں ہوتا۔ گو اس کے پیچھے نماز حرام ہوتی ہے اور وہ ملعون ہو جاتا ہے مگر اہلسنت وجماعت سے پھر بھی خارج نہیں ہوتا مسلمان ہی رہتا ہے لیکن اس کے برعکس علماء کی توہین کرنے والے کے متعلق ان کا فتویٰ یہ ہے:-

"علماء کی توہین و تحقیر کو چونکہ علماء نے کفر لکھا ہے جو بوجہ امر علم دین کے ہو"

(فتاویٰ رشیدیہ جلد سوم صفحہ ۱۶)

یہ ہے ابلیسانہ غلو کہ صحابہ کرام کو کافر کہنے والے کو مسلمان کہتے ہیں۔ اس کو سنت جماعت سے خارج نہیں کرتے اور جب اپنی ذات کی باری آتی ہے تو لکھتے ہیں کہ علماء

کی تحقیر و توہین کرنے والا کافر ہے۔ دیکھا آپ نے چونکہ خود عالم ہیں تو اپنی توہین کا دروازہ تو بند کر دیا لیکن صحابہ کرام کی توہین کرنے والوں کو کھلی چھٹی دے دی اور صاف لکھ دیا کہ :

"اس کبیرہ کے سبب سنت جماعت سے خارج نہیں ہوگا"

کوّا کھانا ثواب ہے

غلو کی ایک مضحکہ خیز مثال اور سن لیجئے یہ ہی دیوبندیوں کے قطب الارشاد مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں :۔ "جس جگہ زاغ معروفہ کو اکثر حرام جانتے ہوں اور کھانے کو برا کہتے ہوں تو ایسی جگہ اس کوا کھانے والے کو ثواب ہوگا یا نہ ثواب نہ عذاب؟"

الجواب : ثواب ہوگا" (فتاویٰ رشیدیہ جلد دوم ص ۱۴۵)

اسی فتویٰ کو سن کر حال ہی میں لاہور چھاؤنی کے فوجیوں نے مولوی جمیل احمد تھانوی دیوبندی مفتی جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور کو لکھا تھا کہ حضرت اگر بات یہ ہی ہے تو لاہور میں تو کوا کھانے کو برا سمجھتے ہیں۔ اجازت ہو تو ہم فوجی نوجوان روزانہ مدرسہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور کے طلباء و مدرسین کے لئے کوّے شکار کر کے بھیج دیا کریں اور تمام مدرسین و طالبین مدرسہ اشرفیہ ان کا گوشت تناول کیا کریں۔ ثواب کے علاوہ کئی سو روپیہ کا فائدہ مدرسہ کو بھی ہوگا۔

علی بخش حسین بخش مشرک

غلویات دیوبندیہ میں ایک یہ بھی ہے کہ ان کے مذہب میں علی بخش، حسین بخش، پیر بخش، مدار بخش، عبد النبی، غلام علی، غلام محی الدین، غلام معین الدین نام رکھنا شرک ہے، چنانچہ مولوی اشرف علی تھانوی جو دیوبندی قوم کے حکیم الامت ہیں بہشتی زیور جلد اوّل ص ۴۵ پر کفر و شرک کی باتوں کے بیان میں لکھتے ہیں :۔

"کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہو گئی، کسی سے مرادیں مانگنا کسی کے سامنے جھکنا، سہرا باندھنا۔ علی بخش، حسین بخش، عبد النبی وغیرہ

نام رکھنا۔ یوں کہنا کہ خدا اور رسول چاہے تو فلاں کام ہو جائے،،

یہ سب شرک کی فہرس میں لکھے ہیں۔ جب یہ سب باتیں شرک ہوئیں تو ان کے کرنے والے مولوی اشرف علی کے نزدیک کافر و مشرک ہوئے یعنی جس نے مراد مانگی وہ کافر جو کسی کے سامنے جھک گیا وہ مشرک۔ جس نے سہرا باندھ لیا، وہ کافر۔ جس نے علی بخش، حسین بخش نام رکھ لیا وہ مشرک کسی کو دور سے پکارا اور یہ سمجھ لیا کہ اسے خبر ہو گئی وہ مشرک۔ جس نے کہا خدا اور رسول چاہے تو فلاں کام ہو جائے گا وہ بھی کافر و مشرک۔ یہ ہے غلو کی دردناک مثال، لیکن یہ بھی ایک لطیفہ ہی ہے۔ ایک طرف تو مولوی اشرف علی و مولوی اسمٰعیل دہلوی پیر بخش، غلام حسن، غلام علی وغیرہ نام رکھنے کو شرک کہتے ہیں تو دوسری طرف اس کا اثر یہ بھی ہوا۔ خود اپنے آباؤ اجداد کو کافر کہہ دیا۔ آپ کہیں گے یہ کیسے تو میں کہوں گا یہ ایسے کہ

مولوی اشرف علی صاحب کے پیر مولوی رشید احمد گنگوہی کا نسب نامہ تذکرۃ الرشید حصہ اوّل کے صفحہ ۱۳ پر یوں ہے۔ مولانا رشید احمد بن مولانا ہدایت احمد بن قاضی پیر بخش بن قاضی غلام حسن بن قاضی غلام علی۔

اور ماں کی جانب سے ان کا نسب نامہ اس طرح لکھا ہے :۔

"مولانا رشید احمد بن مسمات کریم النسا بنت فرید بخش بن غلام قادر بن محمد صالح بن غلام محمد،،

اس نسب نامہ میں پیر بخش، غلام حسن، غلام علی، فرید بخش، غلام محمد نام موجود ہیں اور ایسے نام رکھنا علمائے دیوبند کے نزدیک شرک اور نام رکھنے والا مشرک ہے، تو اس فتویٰ کی روشنی میں مولوی رشید احمد گنگوہی کے دادا پردادا نگڑ دادا نیز ان کے نانا اور نانا کے نانا کے پردادا پیر بخش، غلام حسن، غلام علی، فرید بخش، غلام محمد سب مشرک قرار پاتے ہیں اور جب یہ مشرک ہوئے تو کلمہ گو مدعیِ اسلام اگر شرک کرے تو وہ مرتد ہو جاتا ہے اور مرتد کا نکاح باطل ہوتا ہے۔ اس کا جماع زنا ہوتا ہے اور اولاد حرامی ہوتی ہے۔ تو اب ذرا مصنف چراغِ سنّت سوچ کر جواب دیں کہ مولوی رشید احمد اور ان کے

دادا پردادا وغیرہ آپ کے حکیم الامت مولوی اشرف علی کے فتویٰ کی روشنی میں کیا ہُوئے

سچ ہے ؏ چاہ کن راہ چاہ درپیش

لطیفہ در لطیفہ

پھر لطیفہ در لطیفہ یہ ہے کہ مولوی اشرف علی تھانوی اور مولوی اسمٰعیل دہلوی کے نزدیک عبدالنبی نام رکھنا شرک ہے، مگر تمام علمائے دیوبند کے مُرشدِ اعظم حضرت پیر حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمہ کا ارشاد یہ ہے "عباد اللہ کو عباد الرسول کہہ سکتے ہیں" (شمائم امدادیہ؏)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ حاجی صاحب علیہ الرحمہ کے نزدیک عبدالنبی نام رکھنا شرک نہیں ہے بلکہ جائز ہے۔ اب اگر حاجی صاحب کا قول صحیح ہے تو عبدالنبی نام رکھنا جائز ہُوا، حالانکہ مولوی اشرف علی اسے شرک کہہ رہے ہیں اور اگر مولوی اشرف علی کا قول صحیح ہے، تو عبدالنبی نام رکھنا شرک ہُوا اور اِسی کو حاجی صاحب جائز کہہ رہے ہیں دیوبندی بتائیں کہ جائز کو شرک یا شرک کو جائز کہنے والا کون ہُوا؟ پیر و مرید میں سے کسی ایک ہی کا حکم بتائیں، جرأت کرکے مصنف چراغِ سنّت ہی اس کو حل کردیں مگر حل کیسے کریں۔ غلو کا نتیجہ یہ ہی ہوتا ہے کہ اپنے ہی فتویٰ سے اپنی ہی چندیا پر ضرب پڑ جاتی ہے۔

قبر میں شجرہ رکھنا جائز ہے

تذکرۃ الرشید حصہ دوم کے صفحہ ۲۹۰ سطر ۱ پر ہے۔

حضرت مولانا اشرف علی مدظلہٗ نے ایک بار (مولوی رشید احمد گنگوہی سے) دریافت کیا۔ حضرت قبر میں شجرہ رکھنا جائز ہے۔ حضرت نے (یعنی مولوی رشید احمد گنگوہی) نے فرمایا ہاں مگر میّت کے کفن میں نہ رکھے طاق کھود کر رکھ دے۔ اس پر حضرت مولانا (اشرف علی) نے عرض کیا۔ اس سے کچھ فائدہ بھی ہوگا۔ حضرت (رشید احمد گنگوہی) نے ارشاد فرمایا ہاں ہوتا ہے۔ اس کے بعد فرمایا شاہ غلام علی کے ایک مُرید تھے۔ انہوں نے وصیت کی تھی کہ جب میں مرجاؤں تو میرے پیر کی جوتیاں میری قبر پر رکھ دینا۔ اس پر بعض

؏ واضح ہو کہ کتاب شمائم امدادیہ کی مولوی اشرف علی تھانوی نے تائید و توثیق کی ہے اور اس پر تقریظ لکھی ہے۔

لوگوں نے ہنسی اڑائی تو اس پر شاہ غلام علی کے کسی مرید نے ضرب النعال علی روس الجہال رسالہ لکھا، جس میں آثارِ صحابہ سے ثابت کیا کہ تبرکاتِ بزرگانِ دین کو قبر میں ساتھ لے جانا جائز ہے۔ اس رسالہ کو دیکھ کر منکرین نادم ہوئے (خلاصہ)

واضح ہو کہ شاہ غلام علی کو تمام علمائے دیوبند ولی اللہ تسلیم کرتے ہیں۔ غور کیجئے مولوی رشید احمد گنگوہی اپنے پیروں اور بزرگوں کے شجرہ کو قبروں میں رکھنا اور اس اعتقاد سے رکھنا کہ اس سے میت کو فائدہ ہوگا۔ جائز بتاتے ہیں، لیکن اگر علمائے اہلسنت میں سے کوئی یہ ہی بات اپنی تحریر و تقریر میں کہہ دے تو پھر دیکھئے علماء دیوبند کیسے لال پیلے ہوتے ہیں اور کفر و بدعت کے کتنے گولے برستے ہیں۔ اہلِ قصور اگر اس کا تجربہ کرنا چاہیں تو حضرت قبلہ پیر صاحب علی پوری کے کسی مرید کو ساتھ لے کر مولوی فردوس شاہ .... کے پاس چلے جائیں جس نے کتاب چراغِ سنت شائع کی ہے اور اس کے سامنے پیر صاحب علی پوری علیہ الرحمہ کے مرید سے یہ جملے کہلوا دیں: "مولوی فردوس صاحب! میں تو حضرت قبلہ علی پوری کے

پاؤں دھو کر پینے کو نجاتِ آخرت کا سبب سمجھتا ہوں اور ان کے شجرہ کو قبر میں رکھنے کو باعثِ برکت جانتا ہوں"

پھر دیکھئے مولوی فردوس دیوبندی پر کیا گذرتی ہے اور وہ کتنی تیزی کے ساتھ کفر و شرک اور بدعت کے کیسے کچھ گولے چھوڑتے ہیں۔

مولوی اشرف علی کے پاؤں کا غسالہ پینا نجاتِ اخروی

کا سبب ہے:- مولوی عاشق الٰہی دیوبندی میرٹھی تذکرۃ الرشید کے صفحہ ۱۱۳ پر لکھتے ہیں: "واللہ العظیم مولانا تھانوی (یعنی مولوی اشرف علی تھانوی) کے پاؤں دھو کر پینا نجاتِ اخروی کا سبب ہے۔"

غور کیجئے، مولوی عاشق الٰہی دیوبندی جو مولوی رشید احمد گنگوہی کے سوانح نگار ہیں اور تمام علمائے دیوبند ان کا احترام کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ مولوی

اشرف علی کے پاؤں دھوکر پینا نجاتِ اُخروی کا سبب ہے اور یہ دعویٰ وہ "واللہ العظیم" اللہ کی قسم کھاکر، کر رہے ہیں۔ اسی سے دیوبندیوں کے ایمان کا حال معلوم ہوجاتا ہے کہ اپنے پیروں، بزرگوں اور استادوں کی تو ایسی تعریف کرتے ہیں کہ ان کے پاؤں دھوکر پینا نجاتِ اُخروی کا سبب ہے اور اگر کوئی مسلمان یہی بات حضور سرورِ کائنات علیہ السلام یا حضور غوثِ اعظم علیہ الرحمہ کے متعلق کہہ دے تو دیوبندی کفر و شرک و بدعت کے فتویٰ جھاڑنے شروع کر دیتے ہیں! ورنہ کیا وجہ ہے جب کوئی دیوبندی مولوی اشرف علی کے متعلق یہ کہے کہ ان کے پاؤں دھوکر پینا نجاوتِ اُخروی کا سبب ہے تو یہ مسلمان رہے اور اس کی یہ بات قرآن و حدیث کے بالکل مطابق ہو اور اگر کوئی مسلمان یہ کہہ دے کہ حضور غوثِ اعظم کے پاؤں دھوکر پینا نجاتِ آخرت کا سبب ہے تو وہ مشرک و بدعتی ہوجائے اور اس کی یہ بات قرآن و حدیث کے خلاف ہوجائے۔ خدا کے لئے انصاف و دیانت کے ساتھ سوچنے والے ہماری گذارش پر ضرور غور فرمائیں!

باب دوم

عقائد علمائے دیوبند

اس باب میں مصنف چراغِ سنت نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ علمائے بریلی جن عقائد کی نسبت علمائے دیوبند کی طرف کرتے ہیں۔ وہ ان کے عقائد نہیں ہیں۔ اس کے جواب میں ہمیں یہ کہنا ہے کہ مصنف چراغِ سنت نے علمائے دیوبند کے جو عقائد تحریر کیے ہیں ان میں بھی جعلسازی سے کام لیا ہے اور اپنے عقائد کو چھپایا ہے۔ اصل میں یہ ان کے عقائد نہیں ہیں یہ تو سب تقیہ کی کرشمہ سازیاں ہیں کہ دل میں کچھ ہے اور زبان پہ کچھ، چنانچہ ملاحظہ فرمایئے

حضور کے روضہ کی زیارت

چراغِ سنت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ کی زیارت کی نیت سے سفر کرنے کو اعلیٰ درجہ کی عبادت لکھا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ وہابی جو کہتے ہیں کہ روضہ شریف

کی نیت سے نہ جانا چاہیئے یہ بات مردود ہے (چراغِ سنت ص۱۲۹)

لیکن یہ بات صرف تقیہ کے طور پر کہی گئی ہے کیونکہ تقویۃ الایمان جو دیوبندی حضرات کے ہاں قرآن ثانی ہے عہ اس میں اس کو شرک لکھا ہے ، چنانچہ شرک کی فہرس میں یہ بھی ہے :-

"اس کے گھر کی طرف اور دُور دُور سے قصد کر کے سفر کرنا (صفحہ ۱۱ پر)
اور کسی کی قبر پہ یا چلہ پر کسی کے تھان پہ جانا دُور سے قصد کرنا"
(یعنی شرک ہے) [تقویۃ الایمان ص۴۵]

اب پوچھئے مصنف چراغِ سنت سے کہ کونسا عقیدہ صحیح ہے۔ تمہاری بات سچی ہے یا تمہارے گرو مولوی اسمٰعیل شہید کی جس کی کتاب تقویۃ الایمان کے متعلق تمہارے حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی نے اپنے فتاوی رشیدیہ میں یہ لکھا ہے :

"اور کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے ، ردِّ شرک و بدعت میں لاجواب ہے استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے"
(فتاویٰ رشیدیہ ج ۱ ص۱۱۵)

ذرا سوچ کر جواب دیجئے کہ یہ تضاد کیوں ہے ؟ پھر کتنی چالاکی سے لکھا ہے۔ زیارتِ روضہ نبوی کے قصد سے جو وہابی روکتے ہیں یہ بات ان کی مردود ہے، لیکن جناب یہ کیا فرما دیا۔ وہابی اور اس کی بات مردود۔ بات یہ ہے کہ آپ اس میدان میں نئے نئے آئے ہیں۔ آپ نے الہند اور التلبیات کے مضامین بے سوچے سمجھے چراغِ سنت میں اپنے لفظوں میں لکھ دیئے ہیں۔ آپ کو کیا معلوم کہ آپ کے اکابر کے کیا عقائد ہیں۔ آب آیئے میں آپ کو بتاؤں کہ جس وہابی کے عقیدہ کو آپ مردود کہہ

عہ اس کتاب کے متعلق مولوی فردوس علی شاہ نے چراغِ سُنّت کے صفحہ ۲۰۳ میں کہا ہے کہ اگر تقویۃ الایمان نہ ہوتی تو قریب تھا کہ ہندوستان پجاریوں کا مندر بن جاتا (نوری)

رہے ہیں اسی کے متعلق آپ کے حضرت مجددِ وقت مولوی رشید احمد گنگوہی کیا فرماتے ہیں: "محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا (فتاوی رشیدیہ جلد ا ص۸) پھر ص۳ ج ۲ میں لکھا ہے کہ محمد بن وہاب کو لوگ وہابی کہتے ہیں، وہ اچھا آدمی تھا۔ سنا ہے مذہب حنبلی رکھتا تھا اور عامل بالحدیث تھا، بدعت و شرک سے روکتا تھا"

سُنا آپ نے آپ کے مولوی رشید احمد صاحب لکھتے ہیں کہ وہابیوں کے عقائد عمدہ ہیں۔ کتاب و سنت کے مطابق ہیں اور یہ عامل بالحدیث ہیں۔ اب کیا وزن رہ گیا۔ آپ کے ان لفظوں کا کہ:

"وہابی جو زیارتِ روضہ نبوی کی نیت سے سفر کو ناجائز کہتے ہیں۔ یہ مردود ہے"

آپ وہابیوں کے اس عقیدہ کو مردود لکھ رہے ہیں اور آپ کے مولوی رشید احمد گنگوہی ان کے عقائد کو حنبلی بتا رہے ہیں اور عمدہ کہہ رہے ہیں۔ بولئے تضاد کس کے کلام میں ہوتا ہے؟

ایک اور فریب

مصنف چراغِ سنت نے محمد بن عبدالوہاب کو خارجی لکھا ہے، چنانچہ لکھتا ہے:-

"اس قسم کے وہابی لوگ ہمارے نزدیک خارجیوں کی قسم ہیں شامی نے کہا ہے کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے پیرو نجد سے نکلے اور حنبلی مذہب ہونے کا بہانہ کرتے تھے ...... الخ" (چراغِ سنت صفحہ ۱۳۳)

دیکھا آپ نے چراغِ سُنت کے مصنف کا نقشہ۔ یہاں محمد بن عبدالوہاب نجدی کو خارجی کہا جا رہا ہے لیکن چراغِ سُنت کے مصنف کے پیشوا اور امام جن کو خود مصنف چراغِ سُنت نے حضرت قطب الارشاد مولانا رشید احمد گنگوہی لکھا ہے۔ یہ ہی مولانا اور پھر قطب الارشاد فرماتے ہیں:

"محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ

تھے، مذہب ان کا حنبلی تھا۔ (فتاوی رشیدیہ ج: ۱ ص۸)
محمد بن عبدالوہاب کو لوگ وہابی کہتے ہیں۔ وہ اچھا عامل تھا۔
عامل بالحدیث تھا،،

اب غور کیجئے۔ گرو کہتا ہے محمد بن عبدالوہاب کے عقائد عمدہ تھے۔ وہ اچھا آدمی تھا، عامل بالحدیث تھا اور چیلہ یعنی مصنف چراغِ سنت یہ کہتا ہے۔ محمد بن عبدالوہاب خارجی تھا۔ قارئین خود ہی فیصلہ کریں کہ کون سی بات سچی ہے۔ گورو کی یا چیلے کی؟

پھر یہ بھی قابلِ غور ہے گورو کی بات مانی جائے یا چیلے (مصنف چراغِ سنت کی)

بہرحال یہ ہیں تقیہ شریف کے کرشمے! کہ خود وہابی ہیں[عہ] اور محمد بن عبدالوہاب کے عقائد کو حق و ثواب سمجھتے ہیں مگر صرف عوام کو اپنے ساتھ رکھنے کے لئے کبھی اس کو خارجی کہہ دیتے ہیں۔

لطیفہ

بات تقیہ کی چلی ہے تو چلتے چلتے ایک لطیفہ بھی سن لیجئے حضرات وہابیہ دیوبندیہ کے نزدیک میلاد شریف کی مجلس قائم کرنا ناجائز ہے لیکن اس کے باوجود بطور تقیہ اپنے حلوے مانڈے کی خاطر یہ لوگ مجلسِ میلاد میں بھی شامل ہو جاتے ہیں

۔ اور کچھ دیر کے لئے کٹر بریلوی بن جاتے ہیں! چنانچہ یہ تقیہ کا مرض صرف عام وہابیوں ہی میں نہیں بلکہ ان کے اکابر میں بھی پایا جاتا ہے! چنانچہ خود ان کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ کانپور میں مجلسِ میلاد قائم ہوتی ہے اور لوگ کھڑے ہو کر سلام پڑھتے ہیں میرا جی جلتا ہے مگر

عہ اور یہی وجہ ہے کہ قصور کے دیوبندیوں نے مولوی غلام خاں آف راولپنڈی کو بلا کر مسجد وہابیاں اڈا اللیانی میں تقریر کرائی۔ مگر یہ وہابی نہ ہوتے تو کیا قصور میں اہلسنت کی کوئی مسجد نہ تھی مگر الجنس میل الجنس (نوری)

"بہر حال وہاں کانپورہ میں بدوں شرکت قیام کرنا قریب بمحال دیکھا اور منظور تھا وہاں رہنا، کیونکہ دنیاوی منفعت بھی ہے کہ مدرسہ سے تنخواہ ملتی ہے"۔ (سیف یمانی صـ۲۳ و صـ۲۴)

سُنا آپ نے؟ مولوی اشرف علی جو دیوبندیوں کے حکیم الامت ہیں۔ فرماتے ہیں اور کیا مزے سے فرماتے ہیں کہ میلاد شریف اور کھڑے ہو کر سلام پڑھنے کو جی تو نہ چاہتا تھا۔ مگر دُنیاوی منفعت کی وجہ سے اور وہاں رہنے کی وجہ سے اور تنخواہ کی وجہ سے میلاد کی مجلس میں شامل ہو جاتا تھا۔

گویا دیوبندیوں کے اعلیٰ حضرت حکیم الامت چند ٹکوں کے لالچ میں بدعت کو اختیار فرما لیا کرتے تھے۔ مصنف چراغِ سنت اور ایڈیٹر اخبار "المنیر" ذرا اس حکمت پر بھی غور فرمائیں اور انصاف کریں کہ کیا تنخواہ کے لالچ میں بدعت کو اختیار کر لینا جائز ہے۔

حیاتُ النبی

چراغِ سنت میں حضور اکرم کے متعلق لکھا ہے کہ آپ قبر میں اسی طرح زندہ ہیں جس طرح آپ دنیا میں زندہ تھے (چراغ سنت صفحہ ۱۲)

لیکن یہ بات بھی بطور تقیہ کہی گئی ہے، کیونکہ تقویۃ الایمان جس کا پڑھنا اور رکھنا، مصنف چراغِ سنت کے نزدیک عین ایمان ہے۔ اس میں تو یہ الفاظ ہیں کہ:

"میں بھی ایک روز مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں تو کب سجدہ کے لائق ہوں" [تقویۃ الایمان صـ۹۶]

غور کیجئے، مولوی اسمٰعیل دہلوی جو وہابیوں اور دیوبندیوں کے امام ہیں اور جن کو جماعت اسلامی کے ڈکٹیٹر صاحبان علامہ اصلاحی و مولانا مودودی بھی مجدد دین مانتے ہیں وہ سجدہ کی ممانعت کی ایک حدیث لکھ کر نتیجہ کے طور پر لکھتے ہیں کہ گویا حضور نے فرمایا "میں بھی مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں"

یہ مر کر مٹی میں ملنے والا۔ الفاظ کیا اس ہستی کے لئے کہے جا سکتے ہیں جس کے متعلق یہ عقیدہ ہو کہ وہ قبر میں اسی طرح زندہ ہیں جس طرح دُنیا میں زندہ تھے۔ یہ ہے اس کتاب چراغِ سنت کی عیاری اور جعلسازی کہ عقیدہ کچھ ہے اور اظہار کچھ۔ سوال یہ ہے کہ اگر واقعی دیوبندیوں کا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ حضور معاذ اللہ مر کر مٹی میں مل گئے ہیں۔

تو وہ اس کی تردید کیوں نہیں کرتے کہ "تقویۃ الایمان" میں یہ بات غلط لکھی ہُوئی ہے اور جو شخص ایسا عقیدہ رکھے وہ گمراہ ہے، کیونکہ اُس نے حضُور کی توہین کی ہے، لیکن لکھ سکتے ہیں۔ "تقویۃ الایمان" ان کے ہاں عین ایمان ہے اور اس کا مصنّف ان کے ہاں شہیدِ اعظم ہے۔ ایک ایمان ہے اور دوسرا جان ہے۔ تقویۃ الایمان کی تردید کریں تو اس کے مصنف کی تردید ہوجاتی ہے اور پھر مشکل یہ پڑتی ہے کہ ان کے حضرت قطب الارشاد کا یہ فتویٰ کہ

"تقویۃ الایمان کا پڑھنا اور رکھنا عین ایمان ہے۔ مضامین اس کے قرآن و حدیث کے مطابق ہیں،، (فتاویٰ رشیدیہ)

لغو ہوجاتا ہے اس لئے مصنفِ چراغِ سنت کو یہ گوارا ہے کہ حضور سید المرسلین علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے متعلق یہ لکھا جائے کہ :

"میں بھی ایک روز مر کر مٹی میں مل جانے والا ہوں،،

لیکن اس کے مقابل یہ گوارہ نہیں ہے کہ ایسے خبیث جملے لکھنے والے کا منہ نوچ لیا جائے، یہ ہے ان کا ایمان اور یہ ہے کیفیت ان کے حُبِ رسُول کی۔

بڑا بھائی

کیا تم حضور کو بڑے بھائی کے برابر سمجھتے ہو؟ اس کے جواب میں مصنفِ چراغِ سنت لکھتا ہے۔ ہم اور ہمارے بزرگوں (یعنی دیوبندیوں اور علمائے دیوبند) میں سے کسی کا یہ عقیدہ نہیں جو شخص یہ کہے کہ نبی علیہ السّلام کو ہم پر صرف اِتنی ہی فضیلت ہے جتنی کہ بڑے بھائی کو چھوٹے پر ہوتی ہے تو ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ وہ کافر ہے۔ (چراغِ سُنت جلد ا ص۱۳۵)

کُفر کا فتویٰ تو جناب نے بہت جلد دے دیا، لیکن آپ کو یہ معلوم نہیں ہے کہ اس کی زد میں کون آرہا ہے۔ ہاں تو جناب کا عقیدہ یہ ہے کہ جو حضور کو بڑے بھائی کے برابر سمجھے وہ کافر ہے۔ بجا فرمایا مگر یہ بھی بطور تقیہ فرمایا ہے، کیونکہ آپ کے امام مولوی اسمٰعیل دہلوی کا عقیدہ تو یہ ہے :۔

ا : انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہے وہ بڑا بھائی ہے سو اس کی

بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔ (تقویۃ الایمان ص۲۸)

۲: انبیاء، اولیاء، امام زادہ، پیر، شہید جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی۔ (تقویۃ الایمان ص۲۸)

۳: پر جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار۔ سو ان معنی کو ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے (تقویۃ الایمان ص۴۷)

اب کہئے آپ کا عقیدہ وہ ہے یا یہ۔ آپ کے مولوی اسمٰعیل دہلوی تو صاف کہہ رہے ہیں کہ انبیاء گاؤں کے چودھری اور زمیندار کی طرح ہوتے ہیں۔ انسان سب آپس میں بھائی بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہے وہ بڑا بھائی ہے اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کی جائے اب دے دیجئے دل کڑا کرکے مولوی اسمٰعیل پہ فتویٰ ورنہ پھر تو یہ ہی سمجھا جائے گا کہ یہ جملے: "جو حضور اکرم کی بڑے بھائی جیسی تعظیم کرے وہ کافر ہے" بطور تقیہ ہی کہے گئے ہیں۔

علم حضور

مصنف چراغِ سنت نے لکھا ہے کہ علماء دیوبند کا عقیدہ تو یہ ہے کہ (حضور) خداوند تعالیٰ کے پوشیدہ بھیدوں کو ساری مخلوق سے بہت زیادہ جاننے والے ہیں۔ یہاں تک کہ کوئی مخلوق، کوئی مقرب فرشتہ کوئی رسول وہاں تک نہیں پہنچ سکتا۔ آپ کو اولین و آخرین کا علم دیا گیا ہے [چراغ سنت ص۱۲۵]

حضور کے علم کے متعلق یہ بات بھی بطور تقیہ ہی کہی ہے۔ اصل عقیدہ کو چھپایا گیا ہے، کیونکہ اگر ان کا یہ عقیدہ ہوتا تو ان کا امام مولوی اسمٰعیل دہلوی کبھی نہ لکھتا کہ حضور کو تو اپنے خاتمہ کی بھی خبر نہیں ہے۔ یقین نہ آئے تو تقویۃ الایمان دیکھئے لکھتا ہے:-

جو کچھ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا خواہ دنیا میں خواہ قبر میں خواہ آخرت میں سو اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں، نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا حال،، (تقویۃ الایمان)

لیجئے! عقیدہ تو یہ ہے کہ معاذ اللہ حضور کو اپنے متعلق بھی یہ معلوم نہیں کہ خدا آپ کے ساتھ کیا سلوک کرے گا یعنی وہ ہستیٔ مقدس جس نے اسی دنیا میں عشرہ مبشرہ

کو جنّت کی بشارت دے دی اور فرمایا ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر وغیرہ جنّت میں ہیں۔ اس کو عشرہ مبشرہ کا حال تو معلوم ہوگیا مگر معاذ اللہ اپنا حال معلوم نہ ہُوا۔ یہ ہے اصل عقیدہ وہابیہ دیوبندیہ کا۔ اگر یہ عقیدہ نہیں ہے تو چراغِ سنت کا مصنف اسمٰعیل دہلوی پر فتویٰ دے اور اعلان کرے کہ اسمٰعیل دہلوی نے یہ بات غلط لکھی ہے۔ ہم اس سے بیزار ہیں۔ ایسا عقیدہ رکھنے والا دائرۂ اسلام سے خارج ہے مگر اتنی محبت حضور سے کہاں کہ اس کے مقابل اسماعیل دہلوی کو غلطی پر مانا جائے۔

حضور کا ذکر مصنف چراغِ سنّت نے لکھا ہے کہ حضور کی ولادت باسعادت کا ذکر بلکہ آپ کے جوتے کے گرد و غبار کا ذکر اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے۔ مختصرًا (چراغِ سنت ص ۱۳۷)

یہاں تو لکھا ہے کہ حضورِ اکرم کی ولادت کا ذکر میلاد شریف اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے مگر اصل عقیدہ یہ نہیں ہے یہ صرف مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے لکھا ہے، کیونکہ مصنّف چراغِ سُنت کے قطب الارشاد مولانا رشید احمد گنگوہی تو یہ لکھتے ہیں:۔

سوال: مولود شریف اور عرس کہ جس میں کوئی بات خلاف نہ ہو جیسے حضرت شاہ عبد العزیز کیا کرتے تھے۔ آپ کے نزدیک جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: عقد مجلس مولود اگرچہ اس میں کوئی امر غیر مشروع نہ ہو مگر اہتمام و تداعی اس میں بھی ہے اس زمانہ میں درست نہیں،، (فتاویٰ رشیدیہ جلد ۱ ص ۵)

سوال: مسئلہ محفل میلاد جس میں روایاتِ صحیحہ پڑھی جائیں اور لاف گزاف اور روایاتِ موضوعہ اور کاذبہ نہ ہوں شریک ہونا کیسا ہے؟

الجواب: ناجائز ہے سبب اور وجوہ کے ،، (فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۳۵)

پھر صفحہ ۱۰۰ پر لکھا کہ:۔ "انعقاد مجلس مولود ہر حال ناجائز ہے،،

پھر اسی فتاویٰ کے جلد ۳ ص ۱۴۲ پر لکھا کہ:

"کسی عرس اور مولود میں شریک ہونا درست نہیں اور کوئی سا عرس اور مولود درست نہیں!"

اہلِ انصاف غور کریں۔ مصنف چراغِ سُنّت کہتا ہے کہ حضورؐ کی ولادت باسعادت کا ذکر اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے اور یہی عقیدہ علمائے دیوبند کا ہے۔ میں کہتا ہوں اگر واقعی آپ کا یہ عقیدہ ہے تو پھر آپ کے قطب الارشاد مولوی رشید احمد گنگوہی نے یہ کیوں لکھا ہے:

"کسی عرس اور مولود میں شریک ہونا درست نہیں اور کوئی سا عرس اور مولود درست نہیں (حتیٰ کہ انہوں نے یہاں تک لکھ دیا کہ) انعقاد مجلس مولود بہر حال ناجائز ہے"

کہئے آپ کے قطب الارشاد تو مجلس مولود کی ہر قسم خواہ اس میں اہتمام و تداعی یعنی دن مقرر کرنا ہو یا نہ ہو ہر حال میں ہر قسم کے میلاد کو ناجائز کہہ رہے ہیں اور آپ اسی کو اعلیٰ درجہ کی عبادت بتا رہے ہیں۔ کہئے ہم کس کی مانیں۔ آپ کی یا آپ کے گرو کی؟ بہر حال ہماری گذارش صرف اس قدر ہے کہ اگر واقعی آپ کے نزدیک بغیر اہتمام و تداعی کے ذکرِ ولادت اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے تو آپ یہ اعلان کر دیجئے کہ میرے قطب الارشاد مولوی رشید احمد گنگوہی نے جو یہ لکھ دیا ہے کہ انعقادِ مجلس مولود ہر حال ناجائز ہے اور کوئی سا مولود درست نہیں ہے" یہ غلط لکھا ہے اور ذکرِ ولادت جو اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے اس کو ناجائز لکھ کر وہ سخت گنہگار موجب غضب جبار ہوئے ہیں اور میں ان کے اس غیر مشروط فتویٰ سے بیزاری کا اعلان کرتا ہوں۔ مگر قارئین آزما کر دیکھ لیں۔ مصنف چراغِ سنت کبھی ایسا اعلان نہیں کر سکتا، کیونکہ دیوبندیوں کے دلوں میں جتنا وقار اپنے استادوں کا ہوتا ہے اتنا قرآن و حدیث کا نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر قادر ہے

اس سوال کے جواب میں کہ کیا مولوی رشید احمد گنگوہی نے

یہ لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ جھوٹ بولتا ہے۔ مصنف چراغِ سنت نے تحریر کیا ہے

۱ : یہ سفید جھوٹ ہے۔ مولوی احمد رضا خاں جو کہتے ہیں کہ میرے پاس (مولوی رشید احمد کے) فتویٰ کا فوٹو موجود ہے یہ اس سے بڑھ کر جھوٹ ہے۔

۲ : مولانا رشید احمد کا عقیدہ ہے کہ ذات پاک حق تعالیٰ پاک و منزہ ہے، اس سے کہ متصف بہ صفت کذب کہا جائے۔

۳ : اللہ تعالیٰ کے کلام میں ہرگز ہرگز شائبہ کذب کا نہیں" (چراغِ سنت صفحہ ۱۴۱)

قارئین کرام! مصنف چراغِ سنت کا یہ دعویٰ کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس فتویٰ کا فوٹو نہیں ہے اس کے متعلق ہم عنقریب گفتگو کریں گے جس سے انشاء اللہ العزیز مصنف چراغِ سنت کی بھی تسلی ہو جائے گی اور اس موقع پر ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ قارئین کو یہ بتا دیں کہ اللہ عزوجل کے متعلق دیوبندی نظریات کیا ہیں۔ تمام دیوبندیوں کا یہ عقیدہ ہے :

اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے لیکن بولے گا نہیں۔ چوری کر سکتا ہے۔ شراب پی سکتا ہے۔ زنا کر سکتا ہے مگر کرے گا نہیں۔ یعنی جو کام بندے کر سکتے ہیں خدا بھی کر سکتا ہے۔ دیوبندی کہتے ہیں اگر یہ مان لیا جائے کہ اللہ جھوٹ بولنے پر قادر ہی نہیں ہے تو پھر بندے کی قدرت خدا سے زائد ہو جائے گی اور خدا عاجز قرار پائے گا اس لئے حق یہ ہے کہ خدا تمام وہ کام کر سکتا ہے۔ دیوبندی کہتے ہیں اگر یہ مان لیا جائے کہ اللہ جھوٹ بولنے پر قادر ہی نہیں ہے تو پھر بندے کی قدرت خدا سے زائد ہو جائے گی اور خدا عاجز قرار پائے گا۔ اس لئے حق یہ ہے کہ خدا تمام وہ کام کر سکتا ہے جو بندے کر سکتے ہیں گو کرے گا نہیں۔

چنانچہ یہ بات کوئی ایسی نہیں ہے جس پر حیرانی کا اظہار کیا جائے۔ دیوبندیوں کے شیخ الہند مولوی محمود الحسن دیوبندی نے اسی مسئلہ پر تقریباً ڈھائی سو ورق کی کتاب جہد المقل لکھی ہے اور اس میں صاف صاف اس بات کا اقرار کیا ہے جو ہم نے اوپر لکھا ہے! چنانچہ مولوی محمود الحسن دیوبندی اپنے رسالہ جہد المقل

کے صفحہ ۳ پر لکھتے ہیں :۔

ا : (مولوی فضل حق نے) ایک موقع پر کذب باری کی بحث بھی استطرادًا کسی قدر بیان کی تھی۔ اس کے جواب میں حضرت مولانا اسمٰعیل صاحب دہلوی (مصنف تقویۃ الایمان) نے اس جگہ یہ فرمایا کہ حق تعالیٰ کو جملہ غیر مطابق للواقع کے اصدار پر فی نفسہٖ قدرت ہے گو بوجہ حکمت ایسے قضیہ کا اصدار محال ہے“

دیکھئے اس میں مولوی محمود الحسن صاحب اقرار کر رہے ہیں کہ مولوی اسمٰعیل دہلوی کے نزدیک اللہ تعالیٰ کو جملہ غیر مطابق للواقع کے اصدار پر قدرت ہے) جس کا ترجمہ کسی سے کرا لیجئے یہ ہی ہے کہ اللہ جھوٹ بولنے پر قادر ہے۔ خدا کا جھوٹ بولنا ممکن ہے خدا جھوٹ بول سکتا ہے مگر بولے گا نہیں ؟ کیونکہ جملہ غیر مطابق للواقع ہی کو جھوٹ کہتے ہیں۔ یعنی جو بات واقع کے خلاف ہو وہ جھوٹ ہے اور مولوی اسمٰعیل دہلوی کسی کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے۔

چنانچہ خود مولوی محمود الحسن نے جہد المقل کے ص۳ پر مولوی اسمٰعیل دہلوی کے رسالہ یکروزی کے ص۱۴۵ سے یہ عبارت نقل کی ہے جو یہ ہے :

”عدم کذب را از کمالات حضرت سبحانہٗ می شمارند۔ واورا جل شانہٗ باں مدح میکنند کہ خلاف اخرس وجماد کہ ایشاں را کسی بعدم کذب مدح نمیکند وبرظاہر است کہ صفت کمال ہمیں است کہ شخصے قدرت بر تکلم کلام کاذب میدارد وبنابر رعایت مصلحت ومقتضائے حکمت بہ تنزہ از شوب کذب تکلم بکلام کاذب نمی نماید ہماں شخص ممدوح میگردد وبخلاف کسیکہ اوساں او ماؤف شدہ یا ہرگاہ ارادہ تکلم کلام کاذب مے نماید آواز او بند میگردد یا کسے دیگر دہن او را بندی نماید ایں اشخاص نزد عقلاء قابل مدح نیستند“ (یکروزی مصنفہ اسمٰعیل دہلوی ص۱۴۵)

ترجمہ : جھوٹ نہ بولنے کو اللہ کے کمالات سے گنتے ہیں۔ اس سے اس کی مدح کرتے ہیں بخلاف گونگے اور پتھر کے اور صفت کمال یہ ہی ہے کہ کذب پر قدرت

رکھتے ہوئے بلحاظ مصلحت اس کی آلائش سے بچنے کے لئے جھوٹ بات نہ بولے وہ
شخص قابل تعریف ہوتا ہے۔ بخلاف اس کے کہ جس کی زبان ماؤف ہوگئی ہو یا جب کبھی
جھوٹ بات بولنے کا ارادہ کرے اس کی آواز بند ہو جائے یا کوئی اس کا منہ بند کردے
یہ لوگ عقلمندوں کے نزدیک قابلِ تعریف نہیں ہیں،،

قارئین کرام! یہ ہے رسالہ یکروزی مصنفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی کی وہ عبارت
جس کو مولوی محمود الحسن نے بھی اپنی کتاب جہد المقل میں نقل کیا ہے۔ اس عبارت کا خلاصہ
یہ ہے کہ لوگ جھوٹ نہ بولنے کو اللہ کے کمالات سے گنتے ہیں اور اس سے اس کی مدح
کرتے ہیں۔ یعنی جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر قادر نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ
کا جھوٹ بولنا محال ہے یہ اللہ کی مدح اور اس کی تعریف نہیں بن سکتی۔

پھر اس کی دلیل مولوی اسمٰعیل دہلوی یہ دیتے ہیں:

(۱) قابلِ تعریف وہی شخص ہو سکتا ہے جو جھوٹ بولنے پر قدرت رکھے اور پھر جھوٹ نہ بولے
(۲) لیکن وہ شخص جو جھوٹ بولنا تو چاہے مگر اس وجہ سے جھوٹ نہ بول سکے کہ اس کی زبان
ماؤف ہوگئی ہو یا اس کی آواز بند ہوگئی ہو یا اس کے منہ کو کسی نے پکڑ لیا ہو تو ایسا شخص
قابلِ تعریف نہیں ہے تو اب نتیجہ یہ نکلا کہ دیوبندیوں کے نزدیک اگر یہ مانا جائے کہ خدا
جھوٹ بولنے پر قدرت رکھتا ہے مگر بولے گا نہیں تو یہ تو اللہ کی تعریف ہے اور اگر
یہ کہا جائے کہ اللہ جھوٹ بولنے پر قادر نہیں ہے تو یہ اس کی تعریف ہرگز ہرگز نہیں
بن سکتی۔ گویا اس عبارت میں امکانِ کذب ہی کو ثابت نہیں کیا بلکہ تمام صفاتِ کمالیہ
کے خلاف کا ممکن اور تحت قدرتِ الٰہی ہونا وصف کمال ہونے کے لئے ضروری قرار دیدیا

اب آئیے دیوبندیوں کی اس دلیل پر انصاف و دیانت سے غور کیجئے۔ قرآن
میں ہے اللہ تعالیٰ الحی زندہ ہے تو اس اصول کے مطابق اللہ کا زندہ ہونا اسی وقت
کمال ہوگا جب کہ یہ مانا جائے کہ اللہ اپنے اوپر موت طاری کرنے پر قادر ہو۔

قرآن میں اللہ تعالیٰ علیم ہے عالم الغیب والشہادت ہے تو دیوبندیوں کے نزدیک
اللہ کا عالم ہونا بھی اس کا کمال ہوگا جب کہ وہ جاہل ہو سکے اور اس کا جاہل ہونا ممکن

قرآن میں ہے لا تاخذہ سنۃ ولا نوم تو ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے نیند اور اونگھ سے پاک ہونے کو اس وقت تعریف سمجھا جائے گا جبکہ اونگ اور نیند پہ قادر ہو گو سوئے اور اونگھے نہیں۔

قرآن میں ہے لَہٗ مَا فی السمٰوٰت والارض تو دیوبندیوں کے نزدیک اللہ کا ہر شئی پر قدرت رکھنا اسی وقت قابلِ مدح ہوگا جبکہ اس کا مالک نہ ہونا بھی ممکن ہو۔ غور کیجئے مولوی اسمٰعیل دہلوی نے یہ تو لکھ دیا کہ زبان ماؤف ہوگئی ہو اور جھوٹ بولنے کا ارادہ کرنے کے وقت کوئی اس کا منہ بند کرے تو وہ قابلِ تعریف نہ ہوگا ،، مگر ان کو یہ نہ سوجھا کہ قابلِ تعریف تو اسی لئے نہ ہوگا کہ جھوٹ بولنے کے قبیح عیب کا ارادہ کر چکا۔ اب دوسرے کے منہ بند کرنے یا آواز نہ نکلنے سے وہ ارادہ فاسد کیسے مٹے گا۔ کہنا تو یہ چاہیے تھا کہ جو کبھی جھوٹ بولنے کا ارادہ ہی نہ کرے اور اس کے ارادہ کا جھوٹ سے متعلق ہونا ممکن ہی نہ ہو وہ کس قدر قابلِ تعریف ہوگا۔ مگر یہ باتیں علم وفہم سے تعلق رکھتی ہیں۔ وہابیہ دیوبندیہ میں عقل و فہم کہاں۔ جب خدا کسی کو بے دین کرتا ہے تو عقل بھی سلب فرما لیتا ہے۔

۲ : مولوی اسمٰعیل دہلوی نے یکروزی میں لکھا ہے :۔

لانسلم کہ کذب مذکور محال بمعنی مسطور باشد ،، (یکروزی ص ۱۴۵)

ترجمہ : ہم نہیں مانتے کہ اللہ کا جھوٹ بولنا محال بمعنی مسطور (یعنی تحت قدرت الٰہی نہیں) ہو۔

اس کے بعد ص ۱۴۵ پر لکھا ہے :۔

" واِلّا لازم آید کہ قدرت انسان زاید از قدرتِ ربانی باشد ،، (یکروزی ص ۱۵۴)

ترجمہ : اگر خدا جھوٹ نہ بول سکے تو یہ لازم آئے گا کہ آدمی کی قدرت خدا کی قدرت سے بڑھ جائے ،،

لیجئے ! اب تو جتنے عیب آدمی کر سکتا ہے ان سب پہ خدا کو قادر مان رہے یہ ہیں وہابیہ دیوبندیہ کے عقیدے۔ یہ ہی مضمون مولوی محمود الحسن دیوبندی نے لکھا ہے

"چوری، شراب خواری، جہل وظلم سے معاوضہ کم فہمی ہے۔ معلوم ہوتا ہے غلام دستگیر کے نزدیک خدا کی قدرت بندہ سے زائد ہونا ضروری نہیں حالانکہ یہ کلیہ ہے کہ جو مقدور العبد ہے۔ مقدور اللہ ہے"۔

(ضمیمہ اخبار نظام الملک ۲۵۔ اگست ۱۸۸۹ء)

نیز مولوی محمود الحسن دیوبندی نے اسی مضمون کو جہد المقل میں یوں ادا کیا ہے:

"کذب وظلم وسائر قبائح ہیں بالنظر الیٰ ذاتِ الباری کوئی قبح ہی نہیں۔ یعنی ان افعال کی وجہ سے اس کی ذاتِ اقدس میں کوئی قبح لازم نہیں ہو سکتا۔ بلکہ محض مصلحت اور منفعت عباد کی وجہ سے ان افعال سے اجتناب واحتراز کیا جائے"۔ (جہد المقل جلد اول ص)

خدا کے لئے غور کیجئے

اور ان عبارتوں کو بغور پڑھیئے ان میں دیوبندیوں کے پیشواؤں نے رب العزت جل مجدہٗ کی شان میں یہ منہ زوری اختیار کی ہے کہ جہل ظلم، چوری وشراب خوری سب کچھ جو بندہ کر سکتا اس پر خدا کو بھی قادر مانا ہے۔ چوری کہتے ہیں پرائی مِلک بے اجازت چھپا لینے کو تو خدا کا چوری کر سکنا (یعنی بقولِ دیوبندیہ اللہ چوری کرنے پر قادر ہے مگر چوری کرے گا نہیں) یہ اسی صورت میں متصور ہو سکتا ہے جبکہ عالم میں کوئی چیز ایسی بھی جس پر خدا کی مِلک تو نہ ہو اور دوسرا اسی چیز کی مستقل ملک رکھنے والا موجود ہو۔ بتائیے کیا دُنیا میں ایسی چیز ہے جو خُدا کی ملک تو نہ ہو اور خدا کے علاوہ کسی اور کی مستقل مِلک میں ہو۔ پھر جو دُوسرا خُدا کے علاوہ مستقل ملک رکھنے والا ہوگا وہ ضرور خدا ہوگا، کیونکہ بندہ خدا کے مقابل کسی چیز کا مالک مستقل نہیں ہو سکتا۔ وہابیہ دیوبندیہ کا یہ نظریہ کہ "خدا کا چوری کرنا تحت قدرت ہے۔ اس کو چوری کرنے پر قدرت تو ہے مگر اپنے اختیار سے چوری کرتا نہیں"، اگر مان لیا جائے تو پھر بیشمار خدا ماننا لازم آتا ہے۔

پھر یہ کلیہ جو مقدور العبد ہے وہ مقدور اللہ ہے۔ اس کے معنیٰ تو سب کے نزدیک یہ تھے کہ بندہ کے افعال اللہ کے قدرت دینے سے ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ قدرت وطاقت نہ دے تو پھر بندہ کچھ نہیں کر سکتا مگر پیشوایانِ دیوبندیہ کی بے دینی دیکھئے کہ وہ اس

جملہ کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ بندہ جو کچھ اپنے لئے کر سکتا ہے۔ خدا بھی اپنے لئے کر سکتا ہے معاذ اللہ یہ عقیدہ کسی مسلمان کا ہو سکتا ہے؟

یہ ہے وہابیہ دیوبندیہ کا گندہ عقیدہ جس کی حمایت میں مصنف چراغِ سنت اُٹھا ہے اور اپنے پیشواؤں کے مسلک سے بے خبر ہونے کی وجہ سے اُس نے یہ بھی لکھ دیا ہے کہ: "خدا کے کلام میں ہرگز شائبہ کذب کا نہیں جو شخص ایسا عقیدہ رکھے وہ قطعاً کافر ہے۔ ملعون ہے!" (چراغِ سنت صنہ ۱۴۰) خلاصہ

لیکن — قارئین! — مصنف چراغِ سنت کا یہ فتویٰ بھی پڑھ لیں اور کذبِ باری کے متعلق ہم نے پیشوایانِ دیوبندیہ کی جو عبارتیں اُوپر لکھی ہیں۔ ان پر بھی غور کریں اور ان کے ساتھ ساتھ دیوبندیوں کی مشہور و معروف کتاب سیف یمانی کے صفحہ ۸ کی یہ عبارت بھی پڑھیں:۔

بایں ہمہ حضرات اہلِ سُنت کا یہ عقیدہ ہے کہ جو خبر اس نے (یعنی اللہ نے) اپنے کلامِ ازلی میں دی ہے اس کے خلاف کرنے سے وہ عاجز نہیں کر سکتا ہے لیکن کرے گا ہرگز نہیں" (سیفِ یمانی صنہ ۸)

بتائیے اس میں شائبہ کذب کا ہُوا یا نہیں؟ کیا مصنف چراغ سنت، سیف یمانی کے مصنف پر بھی اپنا فتویٰ چسپاں کرنے کے لئے تیار ہیں؟

الغرض یہ ہے دیوبندیوں کا اللہ عزّوجل کے متعلق عقیدہ جس کو مختصراً ہم نے آپ کے سامنے رکھ دیا ہے اور اب رہا یہ کہ کیا مولوی رشید احمد گنگوہی نے کہیں یہ لکھا ہے کہ خدا نے جھُوٹ بول دیا اور وقوع کذب کے معنیٰ درست ہو گئے تو اس کے متعلق عرض ہے کہ جلدی نہ کیجئے اپنے موقع پر یہ بات بھی آ جائے گی۔ اگر ہم اس کے دستخطی فتویٰ کا فوٹو نہ دکھا سکیں گے تو ہم جھُوٹے اور اگر دکھا دیں تو کم از کم اہلِ قصور مصنف چراغِ سُنت کو تو جھُوٹا کریں اور ہماری صداقت کا اعتراف کروائیں۔

خُدا جہت سے پاک ہے؟

اس سوال کے جواب میں کہ کیا تم وہابیہ کی طرح خدا تعالیٰ کے لئے

جہت و مکان مانتے ہو؟ مصنّف چراغِ سنّت نے لکھا

"خدا تعالیٰ مخلوق کی تمام صفات سے پاک ہے"، (چراغِ سنّت ص۱۳۳)

اس کے متعلق مجھے یہ کہنا ہے کہ مصنف چراغِ سُنت نے اس موقع پر بھی اپنے اصل عقیدہ کو چھپایا ہے، کیونکہ یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ علماء دیوبند اللہ تعالیٰ کے لئے جہت اور مکان مانتے ہیں اور نہ ماننے کا عقیدہ رکھنے کو بدعتِ حقیقی کہتے ہیں؛ چنانچہ مصنّف چراغِ سنّت اور پوری دیوبندی قوم کے امام و پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی نے اپنی کتاب ایضاح الحق مطبع فاروقی دہلی کے صفحہ ۳۵ پر لکھا ہے:

"تنزیہ او تعالیٰ از زمان و مکان و جہت اثبات رویت و محاذات (الیٰ قولہ) ہمہ از قبیل بدعاتِ حقیقیہ است اگر صاحب آں اعتقادات مذکورہ را از جنس عقائد دینیہ می شمارد"،

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کو زمان و مکان جہت سے پاک جاننا اور اللہ کے دیدار کو بلا جہت و محاذات ماننا۔ یہ عقیدہ بدعاتِ حقیقیہ سے ہے جبکہ ان اعتقادات کو عقائد دینیہ سے شمار کرے"، (ایضاح الحق مطبع فاروقی دہلی ص۳۵)

غور کیجئے تمام مسلمان اللہ تعالیٰ کو جہت و مکان سے پاک مانتے ہیں اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اللہ عزّوجل جہت و مکان سے پاک ہے۔ مسلمان یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔ مگر بلا جہت و محاذات کے ہوگا یعنی بے کیف ہوگا لیکن مولوی اسمٰعیل دہلوی یہ کہتے ہیں کہ جہت و مکان سے پاک جاننا یعنی یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ تعالیٰ جہت اور مکان سے پاک ہے۔ بدعتِ حقیقی ہے۔ یعنی گمراہی ہے۔

اب قارئین کرام انصاف و دیانت کے ساتھ غور کریں اور مصنّف چراغِ سنت کی دغابازی اور عیاری ملاحظہ فرمائیں کہ اپنے پیرو پیشوا کے عقیدہ پر پردہ ڈال رہا ہے۔ اور شیعوں کی طرح تقیہ کر رہا ہے پھر ہم تو یہ کہتے ہیں کہ اگر واقعی مصنف چراغِ سنت کا یہ عقیدہ ہے کہ خدا تعالیٰ جہت و مکان سے پاک ہے تو پھر اپنے

پیرو مرشد مولوی اسمٰعیل دہلوی پر فتویٰ لگائے کیونکہ مولوی اسمٰعیل دہلوی صاف لکھ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو جہت و زمان اور مکان سے پاک جاننے کا عقیدہ رکھنا بدعتِ حقیقی یعنی گمراہی ہے گویا اس کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے لئے جہت و مکان کا عقیدہ رکھنا اسلام ہے۔ کیا چراغِ سنت کے مصنف اپنے پیر پر فتویٰ دینے کے لئے تیار ہیں ؟

کُفر کی مشین

مصنف چراغِ سُنّت نے لکھا ہے کہ جب تک کوئی شخص دین کی ضروریات کا انکار نہ کرے ہم اس کو کافر نہیں کہتے۔ (صـ۱۳۳) حالانکہ حقیقت بالکل اس کے برعکس ہے۔ کفر و شرک کی تقسیم میں تو ان کو اتنا لطف آتا ہے کہ الامان والحفیظ ذرا ذرا بات پر مسلمانوں کو کافر و مشرک بنانا علمائے دیوبند کا بہترین مشغلہ ہے۔ خود مصنف چراغِ سنت نے جس سوقیانہ انداز میں اور بازاری زبان میں مسائل مختلف فیہ پر قلم اُٹھایا ہے اور جس بیدردی کے ساتھ عام مسلمانوں پر کفر و شرک کے فتوے دیئے ہیں اس کا اندازہ ہر شخص چراغِ سنت کتاب کو صـ۱ سے لے کر صـ۱۲۷ تک پڑھ کر کر سکتا ہے۔ چند حوالے ہم بھی دے دیتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے!

۱ : یہی وجہ ہے کہ بزرگوں کی تلاش اور اتباع کو چھوڑ کر قبر اور آستانوں پر جاتے ہیں اور کئی طرح کے شرک کرتے ہیں۔

۲ : ناظرین اس جگہ غور فرمائیں کہ ہماری قوم اس مرض میں کسقدر مبتلا ہے۔

۳ : تحریف یعنی کفر و شرک کی رسوم سے اسلام کا حُلیہ بدلنا ہمارے رضاعی بھائیوں میں کثرت سے پھیلی ہوئی ہے صـ۱۳

۴ : بریلوی شیعوں کی ایک شاخ ہیں صـ۶۱

۵ : اور خالص مشرکانہ جہیز بن کر دولت مندوں کی برادری میں تقسیم ہو رہی ہے

ع۵ بریلوی شیعوں کی ایک شاخ ہیں (چراغ سنت صـ۶۱) بریلویوں اور شیعوں کا سمجھوتہ ہو گیا ہے قریب ہے کہ یہ لوگ تعزیہ اُٹھائیں اور وہ گیارھویں پر آمادہ ہو جائیں۔ بریلوی اور شیعہ دو قالب یک جان ہیں۔

۶ : یہ شرک و کفر ہے۔ بریلوی حضرات سے ہمارا جھگڑا یہی ہے۔ ص۳ے

۷ : کچھ رسالے بریلویوں نے لکھے ہیں جن کا تانا بانا مکر و فریب ہے اگر خدا کی مہربانی سے علمائے دیوبند کا ظہور نہ ہوتا تو آپ لوگ بزرگوں کے بُت بنا کر مسجدوں میں پُوج رہے ہوتے ص۱۲۵

یہ چند عبارتیں چراغِ سنت کی ہیں ان کو پڑھ لیجئے اور غور کیجئے کہ ایک طرف تو مصنف چراغ سُنّت اعلحضرت بریلوی پر یہ الزام رکھتا ہے کہ وہ خواہ مخواہ لوگوں کو کافر کہہ رہے ہیں لیکن دوسری طرف اس کا یہ حال ہے کہ فروعی مسائل کے معنی و مطلب اپنے جی سے گڑھ کر بلا تکلف کفر و شرک کے الفاظ استعمال کر رہا ہے۔ نذر و نیاز گیارہویں وغیرہ جو فروعی مسائل ہیں ان کو خالص مشرکانہ چیز کہہ رہا ہے۔

اسی کو کہتے ہیں — چوری اور سینہ زوری

کہ کفر و شرک کے ناحق فتوے خود دیتا ہے اور بدنام کرتا ہے علماء بریلی کو!

اصل مبحث

ہم یہ لکھ چکے ہیں کہ مصنف چراغِ سنت نے کتاب کے اکثر اوراق مسائل مختلف فیہ پر بحث میں صرف کئے ہیں (یعنی ص۱ سے لے کر ص۱۲۷ تک)، مسائل مختلف فیہ سے فی الحال ہم نے اس لئے بحث نہیں کی کہ ان کے متعلق علمائے اہل سُنت و جماعت کے کافی رسائل موجود ہیں جن میں مسائل مختلف فیہ سے متعلق مدلل و مکمل بحث ہے اور علمائے دیوبند کے اعتراضات کے جوابات بھی درج ہیں۔ ان اوراق میں تو دراصل ہمیں مصنف چراغِ سنت کے اسی فریب کا پردہ چاک کرنا ہے جس کی ابتداء اس نے چراغِ سنت کے ص۱۴۲ سے لے کر ص۱۷۹ تک کی ہے اور اگر دیکھا جائے تو اصل کتاب کی جان ہی یہ چند صفحات ہیں اور انہیں کے متعلق ہم کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں۔

(الصلوٰۃ والسلام) یہ ہے وہ دعویٰ جس کو مولوی فردوس علی شاہ نے بڑے شد و مد کے ساتھ بیان کیا ہے۔ آئیے! ذرا دیوبندی عقائد کی پڑتال کریں دیوبندیوں اور شیعوں کی جانی

مصنّف چراغِ سُنّت کا دعویٰ

بریلویوں کی بلیک مارکیٹ کے عنوان سے سب سے پہلا دعویٰ تو مصنف چراغِ سنت نے یہ کیا ہے کہ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ انگریز کے ایجنٹ ہیں اور خاص انگریزی سکیم کے ماتحت انہوں نے علماء دیوبند کو بدنام کرنے کے لئے ان پر کفر کا فتویٰ دیا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اگر مصنف چراغِ سنت اپنے دعویٰ میں سچا ہے تو اس کے ثبوت میں اس کو کوئی دلیل کوئی دستاویز پیش کرنی چاہیئے تھی اور یہ ثابت کرنا چاہیئے تھا کہ اعلحضرت بریلوی علیہ الرحمۃ نے علماء دیوبند کی مخالفت انگریزی سکیم کے ماتحت کی تھی لیکن وہ اپنے دعوے کے ثبوت میں کوئی دلیل نہیں پیش کر سکا جس سے اظہر من الشمس ہوگیا کہ مصنف چراغِ سنت فریبی ہے۔ جھوٹا ہے۔ اپنے بزرگوں کی بداعمالیوں کو چھپانے کے لئے فریب سے کام لیتا ہے اور جھوٹے الزام قائم کرتا ہے اس موقع پر قارئین سے مجھے صرف یہ کہنا ہے کہ وہ انصاف کریں اور دیانت داری سے غور کریں کہ اگر مصنف چراغ سنت سچا تھا تو اس کو دلیل سے یہ بات ثابت کرنی چاہیئے تھی کہ اعلیٰ حضرت بریلوی انگریز کے آدمی تھے، لیکن اس کے برعکس ہم دلیل سے یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ علمائے دیوبند نے اسلام کے نام سے جو انجمنیں قائم کیں اس میں انگریز کا ہاتھ تھا۔ ہماری یہ عادت نہیں کہ بازاریوں کی طرح جو منہ میں آئے کہہ دیں اور لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے کسی پر غلط الزام عائد کریں۔ ہم بفضلہٖ تعالیٰ جو کچھ کہیں گے دلیل سے کہیں گے اور علمائے دیوبند کی تصنیف شدہ کتابوں کے حوالوں سے ثابت کریں گے۔ مصنّف چراغِ سنت نے تو اعلحضرت بریلوی علیہ الرحمہ کے متعلق یہ لکھ دیا کہ یہ سب کچھ انہوں نے انگریزی سکیم کے ماتحت کیا مگر دلیل کچھ نہ دی اور نہ کسی معتبر تاریخ کا حوالہ دیا اور نہ انشاء اللہ قیامت تک وہ اپنے اس دعویٰ پر کوئی دلیل لا سکے گا لیکن ہم ثابت کرتے ہیں کہ مولوی اسمٰعیل دہلوی جن کو دیوبندی شہید کہتے ہیں

اور روحانی یگانگت اور ظاہری و اعتقادی رشتہ داری کے وسیع پروگرام پر پردہ تو نہیں ڈالا جا رہا ہے۔ حقیقت میں شیعوں اور دیوبندیوں کے عقائد ملتے جلتے ہیں۔ سُنئے اور سر دُھنیے شیعہ مام

اور جن کو جنگِ آزادیٔ ہند کا ہیرو ان لوگوں نے بنا رکھا ہے۔ دراصل خالص انگریز کا پٹھو تھا۔ جس کا مختصر حال یہ ہے :۔

ہندوستان اور انگریز جب ہندوستان پر انگریز کا غلبہ تھا تو اس ملک کے صوبوں میں پنجاب و سرحد طاقتور صوبے تھے۔ پنجاب میں سکھ اور سرحد میں مسلمان طاقتور تھے اور یہ دونوں صوبے انگریز کو اپنے پھٹے پر ہاتھ نہ رکھنے دیتے تھے۔ انگریز دل کو ان دونوں صوبوں سے سخت خطرہ تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اگر یہ دونوں صوبے قبضے میں نہ آئے تو حکومت متزلزل رہے گی۔ ضرورت تھی کہ ان دونوں صوبوں کو قبضوں میں لایا جائے ؛ چنانچہ انگریز نے سیّد احمد بریلوی اور مولوی اسماعیل دہلوی کو اپنا آلہ کار بنایا تاکہ یہ لوگ سکھوں سے جہاد کی آڑ میں صوبہ سرحد کے مسلمانوں کی طاقت کو بھی ختم کر دیں اور اس طرح انگریز صوبہ سرحد کو بھی اپنی قلمرو میں شامل کر لیں ؛ چنانچہ سیّد احمد اور مولوی اسمٰعیل دونوں نے سکھوں اور سرحدی مسلمان سے لڑائی کی۔

یہاں یہ امر قابلِ ذکر ہے اور بہت گہری عقل سے سوچنے کی بات ہے کہ جب انگریز ہندوستان پر اپنے پنجے جما رہا تھا تو ایسے وقت میں سب سے پہلے غیر ملکی طاقت انگریز کو ختم کرنے کی ضرورت تھی۔ جہاد پہلے انگریزوں سے کرنا چاہیئے تھا مگر مولوی اسمٰعیل دہلوی نے یہ عیاری کی کہ انگریزوں سے تو جہاد کو منع کر دیا اور سکھوں سے جہاد کا ڈھونگ رچایا اور اس پردہ میں بھی دراصل صوبہ سرحد کے مسلمانوں کی قوت کو ختم کرنا مقصود تھا۔

ثبوت ملاحظہ ہو :۔

انگریزوں سے جہاد حرام حیاتِ طیبہ مرزا حیرت دہلوی مطبوعہ فاروقی دہلی ص۲۹۶ میں ہے۔

”کلکتہ میں جب مولانا اسمٰعیل صاحب نے جہاد کا وعظ فرمانا شروع کیا ہے اور

کرتے ہیں اور جب دیوبندیوں کے قطب الارشاد مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی مر گئے تو دنیاء دیوبندیت میں کہرام مچ گیا اور تمام دیوبندیوں نے ماتم کیا۔ ملاحظہ ہو مرثیہ مولوی محمود الحسن دیوبندی ص۳

سکھوں کے مظالم کی کیفیت پیش کی ہے تو ایک شخص نے دریافت کیا آپ انگریزوں پہ جہاد کا فتویٰ کیوں نہیں دیتے ہیں۔ آپ نے جواب دیا ان پہ جہاد کرنا کسی طرح واجب نہیں ہے۔ ایک تو ہم ان کی رعیت ہیں اور دُوسرے ہمارے مذہبی ارکان کے ادا کرنے میں وہ ذرا بھی دست اندازی نہیں کرتے۔ ہمیں ان کی حکومت میں ہر طرح آزادی ہے بلکہ ان پہ کوئی حملہ آور ہو تو مسلمانوں پہ فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں اور اپنی گورنمنٹ پہ آنچ نہ آنے دیں"

یہی واقعہ تاریخ عجیبہ محمد جعفر تھانیسری مطبوعہ فاروقی دہلی ص۷۳ میں درج ہے اور سنیے اسی تاریخ عجیبہ کے صفحہ ۹۱ میں سید احمد کا یہ مقولہ درج ہے :-

"ہم سرکار انگریزی پر کس سبب سے جہاد کریں اور خلافِ اصُولی مذہب طرفین کا خون بلاسبب گرا دیں"

قارئین کرام! سُنا آپ نے یہ ہیں دیوبندیوں کے امام اور شہید مولوی اسمٰعیل دہلوی جو انگریزوں پہ عدمِ جہاد کا فتویٰ دے رہے ہیں۔

ظاہر ہے کہ انگریزوں سے عدمِ جہاد کا فتویٰ دینا۔ یقیناً انگریزوں سے دوستی کے مترادف ہے اور صاف بتا رہا ہے کہ سکھوں سے جہاد کرنا اسلامی جہاد نہ تھا۔ بلکہ انگریزوں کی دوستی کا حق ادا کرنا تھا اور سکھوں کی قوت توڑ کر انگریزوں کا پنجہ جمانا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ سید صاحب اور اسمٰعیل کی تیاریٔ جہاد پر انگریز خاموش رہے اور نکتہ چینی نہ کی بلکہ مدد کی سُنئے :-

تواریخ عجیبہ ص۱۸۲ میں ہے :

"اس سوانح اور نیز مکتوباتِ منسلکہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سید صاحب کا سرکار انگریزی سے جہاد کرنے کا ارادہ ہرگز نہ تھا وہ اس آزاد عملداری کو اپنی ہی عملداری

ع جہاں تھا خندہ و شادی وہاں ہے نوحہ و ماتم

شیعہ صحابہ کرام کو ملعون و مردود کہتے ہیں اور دیوبندیوں کے نزدیک صحابہ کو ملعون و مردُود

سمجھتے تھے اور اس میں شک نہیں کہ اگر سرکار انگریزی اس وقت سید صاحب کے خلاف ہوتی تو ہندوستان سے سید صاحب کو کچھ مدد نہ پہنچتی مگر سرکار انگریزی اس وقت دل سے یہ چاہتی تھی کہ سکھوں کا زور کم ہو۔،،

اور سُنیے حیات طیبہ صفحہ ۳۰۲ پہ لکھا ہے :۔

سید صاحب کے پاس مجاہدین جمع ہونے لگے تو سید صاحب نے مولانا اسمٰعیل کے مشورہ سے شیخ غلام علی رئیس الٰہ آباد کی معرفت لفٹنٹ گورنر ممالکِ مغربی شمالی کی خدمت میں اطلاع دی کہ ہم لوگ سکھوں پر جہاد کرنے کی تیاری کر رہے ہیں سرکار کو اس میں کچھ اعتراض نہیں ہے۔ لفٹنٹ گورنر صاحب نے صاف لکھ دیا کہ ہماری عملداری میں اور امن میں خلل نہ پڑے تو ہمیں کچھ سروکار نہیں،،

بتائیے کیا مجاہدینِ اسلام ایسے ہی ہوتے ہیں کہ انگریز ایسے دشمن اسلام سے سکھوں پر جہاد کی اجازت چاہی جائے اور انگریز سے تعرض نہ کیا جائے۔

اور سُنئے تواریخ عجیبہ صفحہ ۸۹ پہ لکھا ہے :۔

اس وقت ہر شہر، قصبہ اور گاؤں واقعہ برٹش انڈیا یعنی انگریزی عملداری واقع ہند میں علانیہ سکھوں پر جہاد کرنے کا وعظ ہوتا تھا (اس کے بعد لکھا ہے) اس کے بعد جب سید صاحب ملکِ یاغستان میں پہنچ کر سکھوں سے جہاد میں مصروف تھے اس وقت ایک ہنڈوی سات ہزار روپے کی جو بذریعہ ساہوکارانِ دہلی مرسلہ محمد اسحاق صاحب بنامِ سید صاحب روانہ ہوئی تھی۔ ملک پنجاب میں وصول نہ ہونے پر اس سات ہزار روپیہ کی واپسی کا دعویٰ عدالتِ دیوانی میں دائر ہو کر ڈگری ہُوا اور پھر ہنگامِ اپیل عدالتِ عالیہ دیوانی ہائی کورٹ آگرہ میں بھی حکم ڈگری ہُوا۔ اور پھر ہنگامِ اپیل عدالتِ عالیہ دیوانی ہائی کورٹ آگرہ میں بھی حکم ڈگری بحق مُدعی بحال رہا۔"

کہنے والا اہلسنت سے بھی خارج نہیں ہوتا (فتاویٰ رشیدیہ جلد ۲ صفحہ ۱۴۰ مولوی رشید احمد گنگوہی)
نیز دیوبندیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی نے امداد الفتاویٰ جلد ۲ صفحہ ۱۳۸ پہ لکھا ہے کہ

کہیے جناب ! یہ سات ہزار کی ہنڈی کس نے بھیجی ۔ کیا بالواسطہ یہ انگریزوں کی امداد نہ تھی ؟

اور سُنئے ! سیرت سید احمد مولوی ابوالحسن ندوی حصہ اوّل کے صفحہ ۱۹۰ پر لکھا ہے:
" اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ انگریز گھوڑے پر سوار چند پالکیوں میں کھانا رکھے کشتی کے قریب آیا اور پوچھا کہ پادری صاحب کہاں ہیں ۔ حضرت نے کشتی پر سے جواب دیا کہ میں یہاں موجود ہوں ۔ انگریز گھوڑے پر سے اُترا اور ٹوپی ہاتھ میں لئے کشتی پر پہنچا اور مزاج پُرسی کے بعد کہا کہ تین روز سے میں نے اپنے ملازم یہاں کھڑے کر دیئے تھے کہ آپ کی اطلاع کریں ۔ آج انہوں نے اطلاع کی کہ اغلب یہ ہے کہ حضرت قافلہ کے ساتھ تمہارے مکان کے سامنے پہنچیں ۔ یہ اطلاع پا کر غروبِ آفتاب تک میں کھانے کی تیاری میں مشغول رہا ۔ تیار کرانے کے بعد لایا ہوں ۔ سید صاحب نے حکم دیا کہ کھانا اپنے برتنوں میں منتقل کر لیا جائے ۔ کھانا لے کر قافلے میں تقسیم کر دیا گیا اور انگریز دو تین گھنٹہ ٹھہر کر چلا گیا ،،

کہئے فردوس شاہ صاحب ! انگریز بے وقوف نہیں جو بلا کسی وجہ کے خاطر کریں اور قافلہ کو کھانا کھلائیں اور آمد آمد کا انتظار کریں ۔ کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے پھر دو تین گھنٹہ بیٹھ کر گفتگو کر کے چلا گیا ۔ یہ کیا گفتگو ہوئی ۔
سید احمد صاحب سے انگریز دوستی ، خاطر تواضع اور دو تین گھنٹہ کی رازدارانہ گفتگو صاف صاف بتا رہی ہے کہ سید صاحب حقیقتاً انگریز کا کام کر رہے تھے اور اس کے پٹھو بنے ہوئے تھے ۔ سکھوں سے جہاد کا تو صرف نام تھا ۔

اور ذرا یہ بھی سن لیجئے ۔ تذکرۃ الرشید حصہ دوم صفحہ ۲۷ پر لکھا ہے :
حضرت (مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی) نے اس سلسلہ میں فرمایا کہ حافظ جانی

شیعہ کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا جانور حلال ہے اور چلتے چلتے دیوبندیوں اور شیعوں کی رشتہ داری بھی ملاحظہ فرماتے جائیں ۔ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے پاس ایک سوال آیا ۔ ہم سوال اور جواب دونوں

ساکن انبیٹھ نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ ہم قافلہ میں ہمراہ تھے۔ بہت سی کرامتیں وقتاً فوقتاً
حضرت سیّد صاحب سے دیکھیں۔ مولوی عبدالحی لکھنوی و مولوی اسماعیل صاحب دہلوی
اور مولوی محمد حسین صاحب رامپوری بھی ہمراہ تھے اور یہ سب حضرات سید صاحب کے
ہمراہ جہاد میں شریک تھے۔ سید صاحب نے پہلا جہاد مسمی یار محمد خاں حاکم یاغستان
سے کیا تھا،،

قارئین کرام! اب ذرا سوچئے اور غور کیجئے کہ دیوبندیوں کے سید احمد و اسمٰعیل
دہلوی نے ڈھونگ تو سکھوں سے جہاد کا رچایا۔ مگر انہیں چھوڑ کر سب سے پہلا جہاد
مسلمانانِ یاغستان پر کیا۔ خُدا کے لئے غور کیجئے کہ پہلا جہاد مسلمانوں پر کیوں کیا؟

ان تاریخی حوالوں سے واضح ہوگیا کہ مولوی اسمٰعیل دہلوی اور سید احمد دونوں انگریز
کے ایجنٹ تھے۔ سکھوں پر جہاد کا نام تھا مگر مقصود اس سے انگریز کے قدموں کو مضبوط کرنا
تھا۔ اب پوچھئے مصنف چراغِ سُنّت سے کہ انگریز کے ایجنٹ اعلیٰحضرت بریلوی تھے یا
تم اور تمہارے پیشوا مولوی اسمعیل دہلوی اور سید احمد بریلوی تھے؟

غرضیکہ مولوی اسمٰعیل دہلوی اور ان کے پیر رشید احمد گنگوہی دونوں نے انگریزوں
پر عدم جہاد کا فتویٰ دیا اور یہاں تک کہا جو ان سے لڑے مسلمانوں پر فرض ہے کہ
وہ ان سے لڑیں۔ ہم ان کی رعایا ہیں۔ ان کی حکومت میں ہمیں امن ہے ان کی دعوتیں
اڑائیں سات سات ہزار کی ہنڈیاں وصُول کیں۔ انگریز سے تخلیہ میں دو دو گھنٹے باتیں
کیں۔ فرمائیے یہ انگریز دوستی آپ کے شہیدین نے کی یا بریلوی جماعت نے بریلوی
جماعت کے مولانا فضل امام اور مولانا عبدالحق اور مولانا عنایت علی مصنف علم الصیغہ
نے مخالفت کا جذبہ پیدا کیا اور انگریز سے جہاد کی تیاری کی تو آپ کے شہیدین نے
عدم جہاد کا فتویٰ صادر کر کے مسلمانوں کو ٹھنڈا کر دیا اور ان حضرات کو انگریزوں کی

درج کئے دیتے ہیں۔ سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ سنی المذہب
عورت بالغہ کا نکاح زید شیعی مذہب کے ساتھ برضائے شرعی باپ کی تولیت میں ہوگیا۔ دریافت طلب

کی طرف سے سزائیں ہوئیں۔

مولوی فردوس شاہ نے اس موضوع کو چھیڑ دیا ہے تو اور سُن لیجئے :۔

تذکرۃ الرشید حصّہ اوّل ص۸۰ پر جناب گنگوہی کہتے ہیں :۔

"جب میں حقیقت میں سرکار (برٹش) کا فرمانبردار رہا۔ ان جھوٹے الزام سے میرا بال بھی بیکا نہ ہوگا اور اگر مارا بھی گیا تو سرکار مالک ہے اسے اختیار ہے جو چاہے کرے"۔ فرمائیے جناب! یہ انگریز دوستی کس کا شعار ہے۔ یہ کس کے سامنے اطاعت کا سر جھک رہا ہے اور کس کو اپنا مالک کہا جا رہا ہے۔

اور سُنیئے اسی تذکرۃ الرشید حصّہ اوّل ص۷۳ میں ہے :۔

"بعض کے سروں پر موت کھیل رہی تھی اور انہوں نے کمپنی کے امن وعافیت کا زمانہ قدر کی نگاہ سے نہ دیکھا اور اپنی رحمدل گورنمنٹ کے سامنے بغاوت کا علم قائم کیا"۔

فرمائیے جناب یہ انگریز کی دوستی ہے یا نہیں کہ اس کے خلاف قدم اُٹھانے کو باغی ہونے کا فتویٰ دیا جائے۔

اور سنئے اور دیکھئے کتاب مکالمۃ الصدرین مرتبہ طاہر احمد قاسمی مطبوعہ رحمانی پریس محلہ گڑھیا دہلی ص۸ پر ہے :

"مولانا حفظ الرحمٰن (سیوہاروی ناظمِ اعلیٰ جمعیۃ العلماء ہند دہلوی) نے کہا : الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغی تحریک کو ابتداءً حکومت کی جانب سے بذریعہ حاجی رشید احمد صاحب کچھ روپیہ ملتا تھا پھر بند ہوگیا"۔

فرمائیے جناب نام تبلیغی جماعت اور کام تبلیغ کلمہ ونماز اور عالم بھر میں شور مگر انگریز کے وظیفہ خوار۔ فرمائیے یہ انگریز دوستی نہیں ہے تو اور کیا ہے ؟

اور سُنیئے اور دیکھئے اسی مکالمۃ الصدرین کے صفحہ ۱۰/۱۱ پر ہے۔

یہ امر ہے کہ سنی وشیعہ کا تفرقِ مذہب نکاح جیسا کہ ہندوستان میں شائع ہے عند الشرح صحیح ہونا ہے یا نہیں ؟ الجواب : نکاح منعقد ہوگیا، لہٰذا سب اولاد ثابت النسب ہے اور صحبت حلال۔
(امداد الفتاویٰ جلد ۲ صفحہ ۲۴)

"شبیر احمد دیوبندی صدر جمعیۃ العلماء اسلام کلکتہ نے مولوی حفظ الرحمٰن کے جواب میں کہا کہ دیکھئے حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے اور آپ کے مسلّم بزرگ اور پیشوا تھے۔ ان کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سُنا گیا کہ ان کو چھ سو روپیہ ماہوار حکومت کی جانب سے دیئے جاتے تھے"

قارئین کرام! یہ تاریخی حوالے ان کتابوں کے ہیں جن کے مصنف بھی دیوبندی انہیں کی زبان سے واضح ہوگیا کہ مولوی اسمٰعیل دہلوی انگریز کے ایجنٹ تھے انہوں نے انگریز سے جہاد کو حرام قرار دیا اور سکھوں سے جہاد کا ڈھونگ رچا کر سب سے پہلے مسلمانانِ یاغستان پر حملہ آور ہوئے۔ دیوبندیوں نے جو اسلام کے نام پر جو تحریکیں چلائیں ان میں انگریز کا ہاتھ تھا۔ مولوی اشرف علی تھانوی کو چھ سو روپے ماہوار انگریز کی طرف سے ملتا تھا۔ تبلیغی جماعت کو بھی انگریز وظیفہ دیتے تھے۔ ان حقائق کے ہوتے ہوئے بھی مصنف چراغِ سنت کا اعلیٰحضرت کو انگریز کا ایجنٹ کہنا کہاں تک صحیح ہے

عبارت تحذیر الناس

مصنف چراغِ سنت نے عبارت تحذیر الناس مصنفہ مولوی قاسم نانوتوی کے متعلق لکھا ہے

یہ عبارت بالکل بے غبار ہے۔ اس میں کوئی شرعی خرابی نہیں ہے۔ مولوی قاسم نے آیۃ خاتم النبیین کے جو معنیٰ بیان کئے ہیں۔ اس سے حضور اکرم کی فضیلت دوبالا ہوجاتی ہے دوم اعلحضرت بریلوی نے اس عبارت میں تراش خراش کی ہے۔ چھوٹے چھوٹے ٹکڑے صـ ۱۴، صـ ۲۸، صـ ۳ سے لے کر یکجا جمع کر دیئے ہیں اور اس طرح تحریف سے کام لے کر فتویٰ کفر تیار کیا۔ (چراغِ سنت صـ ۱۴۵)

قارئین کرام! یہ ہے مصنف چراغِ سنت کی تحریر کا خلاصہ۔ گو مصنف نے اپنی

اور کمال یہ ہے کہ خود مولوی فردوس علی شاہ نے اپنے رسالہ "الصلوٰۃ والسلام"، کے صفحہ ۸ پر شیعوں کو ایک اسلامی فرقہ قرار دیا ہے اور چراغ سنت کے صـ ۹ پر شیعوں کے اتحاد کو ایک قابلِ قدر جذبہ قرار دیا

ت کو بڑی لن ترانیوں اور سخت کلامیوں کے ساتھ لکھا ہے اور اعلیٰحضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
ظالم، کمینہ، اٹھائی گیرہ، دھوکے باز، جعلسازنہ، قصاب، لکڑ ہارا، فریبی، ظالم،
زا قادیانی سے زیادہ فریبی، انگریز کا ایجنٹ وغیرہ لکھا ہے۔ (دیکھو چراغِ سنت ص۱۴۵ تا ص۱۴۷)

اگرچہ ہم بھی چراغِ سنت کے مصنف کی اس سخت کلامی کا ترکی بہ ترکی جواب
ے سکتے ہیں مگر چونکہ ہمارا مقصد نہ طعن و تشنیع ہے اور نہ الفاظ کے چکر میں عوام
پھنسا کر فریب دینا ہے اس لئے انسانیت کے ساتھ صرف اصل جواب پر اکتفا کرتے ہیں۔

ا : یہ محض افتراء ہے کہ اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمہ نے عبارت تحذیر الناس میں تحریف
ہے؛ البتہ جو عبارتیں قابلِ اعتراض تھیں ان کو یکجا جمع کر دیا ہے۔ جس سے مفہوم میں کچھ
ق نہیں پڑتا اور قاعدہ بھی یہی ہے کہ ایک کتاب میں جو بات قابلِ اعتراض ہوتی ہے
ں کا ذکر کیا جاتا ہے۔ عبارت کے ان ٹکڑوں کو خواہ یکجا لکھ دیجئے یا باقی کتاب کے مضمون
ساتھ ملا کر لکھ لیجئے وہ ہر صورت قابلِ اعتراض رہتے ہیں جیسا کہ ہم ابھی ثابت کریں گے
حال پہلے ہم اصل عبارت تحذیر الناس کو مع تشریح کے پیش کرتے ہیں۔ اس کے بعد
نف چراغِ سنت نے جو خامہ فرسائی کی ہے اس کا جواب دیں گے۔

قارئین کرام سے التماس ہے وہ بغور مطالعہ کریں۔ مولوی قاسم نانوتوی اپنی کتاب
یر الناس کے ص۳ پر لکھتے ہیں :-

عوام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنیٰ ہے کہ آپ کا زمانہ
انبیائے سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں۔ مگر اہلِ فہم
پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر
مقامِ مدح میں وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ فرمانا اس صورت
میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔

صاحب اگر یہ فرقہ اسلامی ہے اور اہلِ فرقہ مسلمان ہیں اور ان کا اتحاد قابلِ قدر ہے تو پھر بریلویوں پر
طعن والزام کا کیا معنیٰ؟ شاہ صاحب کتنے افسوس کا مقام ہے کہ ماتم کریں تو آپ شیعوں کے ہاتھ کا ذبیحہ

عوام کے معنیٰ عام لوگ ۔ اہلِ فہم کے معنیٰ سمجھدار لوگ ۔ جس وقت اہلِ فہم کے مقابل
میں عوام کا لفظ بولا جائے گا ۔ اس وقت عوام کے معنیٰ ناسمجھ لوگ ہوں گے ۔ تقدّم کے
معنیٰ پہلے اور آگے ہونا ۔ تاخر کے معنیٰ بعد کو اور پیچھے ہونا ۔ زمانی کے معنیٰ زمانے کے اعتبار
بالذات کے معنیٰ اپنی ذات سے اور اپنی ذات کے اندر فضیلت کے معنیٰ خوبی اور بزرگی
مدح کے معنیٰ تعریف ۔

واقعہ یہ ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے :

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ه

یعنی : " محمد صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن وہ
اللہ کے رسُول اور سب نبیوں سے پچھلے نبی ہیں اور اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے
اور ساڑھے تیرہ سو برس سے بھی زیادہ بیشتر سے اب تک کے تمام اگلے پچھلے اولیاء و علماء
و عوام اہلِ اسلام کا اس بات پر اجماع و اتفاق ہے کہ اس آیت کریمہ میں خاتم النبیین
کے صرف یہی معنیٰ ہیں کہ حضور سب سے پچھلے نبی ہیں اور جو شخص اس ضروری دینی معنیٰ کے
خلاف کوئی اور معنیٰ اس لفظ کے بتائے وہ ہرگز مسلمان نہیں بلکہ شریعتِ اسلامیہ کے
حکم سے کافر مرتد بے دین ہے لیکن مولوی نانوتوی صاحب کی اس عبارت کا صریح اور
اور واضح مطلب یہی ہُوا کہ آیۂ کریمہ میں خاتم النبین کے یہ معنیٰ سمجھنا کہ حضور صلّی اللہ علیہ
سب سے پچھلے نبی ہیں یہ تو ناسمجھ لوگوں کا خیال ہے ۔ سمجھدار لوگوں کے نزدیک یہ معنیٰ غلط ہیں
کیونکہ زمانہ کے لحاظ سے سب سے پہلے یا سب سے پیچھے ہونا اپنی ذات کے اندر کوئی خوبی
اور بزرگی نہیں رکھتا بلکہ آیت کریمہ میں اگر وصف خاتم النبیین کے معنیٰ سب سے پچھلا نبی مراد
ہوں تو چونکہ یہ آیت مبارکہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تعریف میں ہے لہٰذا اس تعریف کے

حلال کہیں تو آپ صحابہ کو ملعون مردود کہنے والے کو سُنّی کہیں تو آپ شیعوں کے ساتھ اپنی لڑکیوں کے نکاح کو
تو آپ ان کو اسلامی فرقہ قرار دیں تو آپ ان کے اتحاد کو قابل قدر کہیں تو آپ اور یہ سب پاپڑ بیلنے کے

کے مقام میں خاتم النبیین فرمانا کیونکر صحیح ہو گا ؟

یہی مولوی نانوتوی صاحب اپنی کتاب تحذیر الناس کے صـ۳ و صـ۴ پہ ایک مثال دیتے ہیں کہ "دیکھو زمین، پہاڑ، در و دیوار، چاند، آئینہ، آفتاب سب میں نور کی صفت موجود ہے جب ہم تلاش کرتے ہیں کہ زمین کو، پہاڑ کو، دروازے کو، دیوار کو نور کی صفت کہاں سے حاصل ہوئی تو پتہ چلتا ہے کہ ایک آئینہ ان چیزوں کے مقابل رکھا ہوا ہے اسی آئینے کے واسطے سے ان چیزوں کو نور کی صفت حاصل ہوئی تو معلوم ہوتا ہے کہ آئینے کے مقابلے میں چاند ہے۔ چاند کا نور آئینے کو بھی نور کی صفت دے رہا ہے۔ پھر ہم تجسس کرتے ہیں کہ چاند کو نور کی صفت کس سے ملی تو یہ ہیئت فلکی و نظام شمسی سے ثابت ہوتا ہے کہ چاند کو بھی نور کی صفت خود اپنی ذات سے نہیں ملی بلکہ چاند کے مقابلے میں آفتاب ہے۔ آفتاب ہی کا نور چاند کو نور کی صفت سے موصوف کر رہا ہے۔ آفتاب تک پہنچ کر یہ تجسس و جستجو کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے اور معلوم ہو جاتا ہے کہ آفتاب صفتِ نور کے ساتھ بغیر کسی کے واسطے کے خود بخود اپنی ذات سے موصوف ہے اور آفتاب کے سوا چاند، آئینہ، دیوار، دروازہ، پہاڑ، زمین سب کے سب اپنی ذات سے نہیں بلکہ اسی آفتاب ہی کے واسطے سے صفت نور کے ساتھ موصوف ہیں۔"

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۴ پہ لکھتے ہیں :۔

"سو اسی طور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت کو تصور فرمائیے یعنی آپ موصوف بوصف بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصف بالعرض اوروں کی نبوت آپ کا فیض ہے۔ پر آپ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں۔

بعد شیعیت کی حمایت و ایجنسی کی ڈگری کر دی جائے سُنّی بریلوی علماء پر سبحان اللہ اسی کو کہتے ہیں :

"اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے"

آپ پر سلسلہ نبوت مختتم ہو جاتا ہے"

وصف کے معنیٰ صفت۔ نبوت کے معنیٰ پیغمبری، خاتمیت کے خاتم ہونا۔ موصوف بالذات وہ ہستی ہے جس کو کوئی صفت خود اپنی ذات سے بغیر کسی کے واسطہ کے حاصل ہوئی ہو۔ موصوف بالعرض وہ ہستی ہے جس کو کوئی صفت خود اپنی ذات سے نہیں بلکہ کسی دوسرے کے واسطے سے حال ہُوئی ہو۔ مختتم کے معنیٰ ختم ہونے والا ہے۔

تو مولوی نانوتوی صاحب کی اس عبارت کا صاف صریح واضح مطلب یہی ہُوا کہ آیت کریمہ میں جو حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خاتم النبیین فرمایا گیا ہے اس کے یہ معنیٰ تصور کرنا چاہیئے کہ حضور کو بغیر کسی دُوسرے کے واسطے کے خود بخود اپنی ذات سے نبوت حاصل ہے لیکن حضور کے سوا ہر ایک نبی کو اپنی ذات سے نہیں بلکہ حضور ہی کے واسطے سے نبوت حاصل ہُوئی ہے یعنی نبیوں کو رسُولوں سے نبوت حاصل ہُوئی رسولوں کو مرسلین اولوالعزم سے نبوت حاصل۔ مرسلین اولوالعزم کو حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم سے نبوت حاصل ہُوئی حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بغیر کسی اور کے واسطے کے خود اپنی ہی ذات سے نبوت حاصل ہے تو جیسے آفتاب پر تفحص و جستجو کا سلسلہ ختم ہو گیا تھا اسی طرح حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم پر تجسس و تلاش کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔

مولوی نانوتوی صاحب نے خاتم النبیین کے اس معنیٰ کا کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم سب سے پچھلے نبی ہیں جو تمام اگلے پچھلے مسلمانوں کے ضرورتِ ایمانیہ میں داخل ہے۔ ختم زمانی اور خاتمیت زمانی نام رکھا ہے اور مولوی نانوتوی صاحب نے خود اپنی طبیعت سے خاتم النبیین کے جو معنیٰ گھڑے کہ حضور بغیر کسی اور کے واسطے کے خود

اپنی ذات سے نبی ہیں کہ تفسیر و حدیث، کلام و اصُول و فقہ و لغت کی کسی کتاب سے ہرگز ہرگز یہ ثابت نہیں کہ خاتم کے معنی موصوف بالذات ہیں۔

مولوی نانوتوی صاحب نے اپنے اس تراشیدہ خراشیدہ معنے کا نام ختم ذاتی اور خاتمیت مرتبی رکھا ہے اور اپنی اسی کتاب تحذیر الناس کے ص۸ پہ لکھتے ہیں :۔

"شایانِ شان محمدی خاتمیت مرتبی ہے نہ زمانی"،

اس عبارت کا صاف صریح واضح مطلب یہی ہُوا کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شان مبارک لائقِ خاتم النبیین کے صرف یہی معنی ہیں کہ حضور بغیر کسی دُوسرے کے واسطے کے خود اپنی ذات سے نبی ہیں لیکن خاتم النبین کے یہ معنیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پچھلے ہیں۔ یہ معنی حضُور کی شان کے لائق نہیں۔

مولوی نانوتوی صاحب اپنی اسی کتاب تحذیر الناس کے صفحہ ۱۴ پر لکھتے ہیں :۔

"اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جاوے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیائے گذشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا۔ بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں کبھی کہیں اور کوئی نبی ہو۔ جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے"

اس عبارت کا صاف صریح واضح مطلب یہی ہُوا کہ خاتم النبیین کے اگر یہ معنی لیے جائیں کہ حضُور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پچھلے نبی ہیں تو یہ خرابی ہوگی کہ حضور اس صورت میں صرف انہی انبیاء علیہم الصّلوٰۃ والسلام کے خاتم ہوں گے جو حضور سے پہلے دُنیا میں تشریف لا چکے ہیں، لیکن اگر خاتم النبیین کے وہ معنیٰ لیے جائیں جو میں نے بیان کئے کہ حضور بغیر کسی دوسرے کے واسطے کے اپنی ذات سے خود بخود نبی ہیں تو اس میں یہ خوبی ہے کہ اگر حضُور کے زمانے میں بھی کبھی کہیں اور کوئی نبی ہو تو پھر بھی حضور ویسے ہی خاتم النبیین رہیں گے یعنی حضور کے

زمانے میں جو اور نبی ہوں گے وہ سب اپنی ذات سے نہیں بلکہ حضور ہی کے واسطے سے نبی ہوں گے لیکن حضور بغیر کسی اور نبی کے واسطے کے خود اپنی ہی ذات سے نبی رہیں گے۔

مولوی نانوتوی صاحب اپنی اسی کتاب تحذیر الناس کے صفحہ ۲۸ پر لکھتے ہیں :-

"اگر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے جیسا ہیچمدان نے عرض کیا ہے تو پھر سوائے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور کسی کو افراد مقصود بالخلق میں سے مماثل نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاءؑ کے افراد خارجی ہی پر آپ کی افضلیت ثابت نہ ہوگی۔ افراد مقدرہ پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائے گی بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی کوئی نبی پیدا ہُوا تو پھر بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔"

اتصاف ذاتی بوصف نبوت کے معنیٰ اپنی ذات سے خود بخود نبی ہونا۔ مماثل نبوی کے معنیٰ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کا مثل افراد مقصودۂ بالخلق کے معنیٰ وہ لوگ ہیں جن کا پیدا فرمانا اللہ کو منظور ہے۔ انبیاء کے افراد خارجی سے مراد وہ انبیاء علیہم الصّلوٰۃ والسّلام جو دُنیا میں تشریف لا چکے۔ انبیاء کے افراد مقدّرہ سے مراد وہ نبی جو دنیا میں پیدا تو نہیں ہُوئے لیکن فرض کر لیا جائے کہ وہ بھی پیدا ہو جائیں۔ اس عبارت کا صاف صریح واضح مطلب یہ ہُوا کہ اگر خاتم النبیین کے یہ معنیٰ مراد ہوں کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم سب سے پچھلے نبی ہیں تو اس میں یہ خرابی ہے کہ حضور کا صرف انہی انبیاء علیہم السّلام سے افضل ہونا اور حضور کا انہی انبیاء علیہم السّلام میں بے مثل ہونا ثابت ہوگا جو دُنیا میں پیدا ہو چکے لیکن اگر خاتم النبیین کے معنیٰ وہ مراد ہوں جو خود میں نے بیان کیے کہ حضور بغیر کسی دوسرے نبی کے واسطے کے اپنی ذات سے خود بخود نبی ہیں تو اس میں یہ خوبی ہے کہ جو نبی دنیا میں پیدا نہیں ہوئے ان سب میں سے کسی کا بھی حضور کے مثل نہ ہونا ثابت ہوگا بلکہ اگر یہ مان لیا جائے کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ مبارک کے بعد بھی اور نبی پیدا ہو گئے تو بھی حضور کے خاتم النبیین ہونے میں کچھ فرق نہیں پڑے گا۔ بلکہ حضور ہی کے واسطے سے نبی ہوں گے اور حضور اسی طرح بغیر کسی دوسرے نبی کے واسطے کے خود ہی اپنی ذات سے نبی رہیں گے۔

مولوی نانوتوی صاحب نے اپنی اِن عبارتوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے پچھلے نبی ہونے کی جو عقائدِ ضروریہ دینیہ میں ہے سخت شدید تکذیب کی اور خود اپنے جی سے ختمِ نبوت کے ایسے معنی گھڑے جن سے قیامت تک ہزاروں لاکھوں جدید نبیوں، نئے پیغمبروں کے لئے نبوت کا دروازہ کھول دیا۔

مولوی نانوتوی صاحب سے سیکھ کر ہر شخص معاذ اللہ کہہ سکتا ہے کہ میں نبی و پیغمبر ہوں لیکن میں خود اپنی ذات سے نہیں بلکہ حضور ہی کے واسطے سے نبی و پیغمبر بنا ہوں۔

چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے رسالہ "ایک غلطی کا ازالہ" میں بالکل بعینہٖ اسی طرح اپنے نبی و رسول و پیغمبر ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ مرزا قادیانی نے بھی خاتم النبیین کے یہی معنی لکھے ہیں کہ کسی شخص کے لئے مرتبۂ نبوت حاصل کرنے تک پہنچنے کا بغیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کے کوئی راستہ نہیں۔

ایک یہ بات بھی گذارش کرنی ضرور ہے کہ آیت مبارکہ میں خاتم النبیین کے صرف یہی معنی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پچھلے نبی ہیں۔ ساڑھے تیرہ سو برس سے بھی پیشتر اب تک تمام خواص و عوام اہلِ اسلام مانتے چلے آئے ہیں۔ یہی معنی تمام علمائے کرام و صوفیائے عظام و متکلمین فخام و مفسرین عالی مقام نے بتائے۔ یہی معنی صحابہ کرام نے تابعین کو، تابعین نے تبع تابعین کو۔ تبع تابعین نے اپنے بعد والوں کو سمجھائے بلکہ یہی معنیٰ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سینکڑوں حدیثوں میں ارشاد فرمائے۔ بلکہ خود اللہ تعالیٰ نے بیسیوں آیات مبارکہ میں متعدد طریقوں سے خاتم النبیین کے صرف یہی معنی سکھائے ہیں (اس امر کا اقرار قادیانی مرزائیوں کے مقابلہ میں خود دیوبندی مولویوں کو بھی بار بار کرنا ہی پڑا، چنانچہ مولوی محمد شفیع صاحب مفتی دیوبندی نے اپنی کتاب ختم النبوۃ فی القرآن و کتاب ختم النبوۃ فی الحدیث و ختم النبوۃ فی الآثار میں یہ ہی معنی کئے ہیں)

مولوی قاسم نانوتوی اپنی کتاب تحذیر الناس کے صـ۲۹ پر لکھتے ہیں

"باقی رہی یہ بات کہ بڑوں کی تاویل کو نہ مانئے تو ان کی تحقیر نعوذ باللہ لازم آئے گی۔ یہ انہی لوگوں کے خیال میں آسکتی ہے جو بڑوں کی بات فقط از راہ

بے ادبی نہیں مانا کرتے۔ ایسے لوگ اگر ایسا سمجھیں تو بجا ہے اَلْمَرْءُ یَقِیسُ عَلٰی نَفْسِہٖ اپنا یہ وطیرہ نہیں۔ نقصانِ شان اور چیز ہے اور خطا و نسیان اور چیز اگر بوجہ کم التفاتی بڑوں کا فہم کسی مضمون تک نہ پہنچا تو ان کی شان میں کیا نقصان آ گیا اور کسی طفلِ ناداں نے کوئی ٹھکانے کی بات کہہ دی تو کیا اتنی بات سے وہ عظیم الشان ہو گیا ؎ گاہِ باشد کہ کودکے ناداں

بغلط بر ہدف زند تیرے

اس عبارت کا صاف واضح صریح مطلب یہی ہُوا کہ ساڑھے تیرہ سو برس سے بھی بیشتر سے آج تک، کسی مولوی، کسی عالم، کسی امام، کسی متکلم، کسی مفسّر، کسی صوفی، کسی ولی، کسی تابع تابعین، کسی تابعی، کسی صحابی نے حتیٰ کہ خود حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے آیت کریمہ میں خاتم النبیین کے وہ معنیٰ ہرگز ہرگز نہیں بتائے جو مولوی نانوتوی صاحب نے تصنیف کیے ہیں کہ حضور بغیر کسی اور کے واسطے کے خود اپنی ذات سے نبی ہیں خاتم النبیین کے یہ معنیٰ گھڑنے کی مشقتیں تو صرف مولوی نانوتوی صاحب نے فرمائیں اور نانوتوی صاحب ہی نے ان سب حضرات کے بتائے ہُوئے سمجھائے ہُوئے ارشاد فرمائے ہُوئے معنیٰ میں خرابیاں، خامیاں، غلطیاں بتائیں تو مولوی نانوتوی صاحب فرماتے ہیں کہ ساڑھے تیرہ سو برس سے بھی بیشتر سے اب تک کے تمام اکابر پیشوایانِ اسلام کے بتائے ہُوئے معنیٰ کو غلط جاننے اور ان کے مقابلہ میں میرے تصنیف کیے ہُوئے معنیٰ کو صحیح ماننے سے ان اکابر اسلام کی کوئی توہین نہیں ہوتی۔ خاتم النبیین کے معنیٰ سمجھنے میں ان سب حضرات اکابر اسلام سے بھُول چوک تو ضرور ہو گئی لیکن اس بھُول چوک سے ان کی شان میں کچھ کمی نہیں آ گئی۔ ان تمام حضرات اکابر اسلام اولین و آخرین میں کسی نے اس مسئلہ ضروریہ دینیہ کی طرف زیادہ توجہ نہیں کی اس لئے ان میں سے کوئی بھی خاتم النبیین کے صحیح معنیٰ نہیں سمجھ سکا۔ اس سے ان کا مرتبہ کچھ گھٹ نہیں گیا اور میں نے باوجود ایک نادان بچہ ہونے کے ٹھکانے کی بات کہہ دی۔ خاتم النبیین کے معنیٰ صحیح طور پر بتا دیئے اس سے میرا مرتبہ کچھ بڑھ نہیں گیا۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک ناسمجھ لڑکا غلطی سے صحیح نشانے پر تیر مار لیتا ہے مولوی نانوتوی صاحب نے اِن عبارتوں میں تمام اکابر اسلام اولین و آخرین بلکہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی عوام یعنی ناسمجھ لوگوں میں شامل کر کے شدید سخت اہانت کی ہے۔

دراصل مولوی قاسم نانوتوی سے اس موقع پر غلطی ہو گئی۔ اعلحضرت بریلوی نے آج سے ۳۹ سال پہلے اس عبارت کی غلطی پر مولوی قاسم کو متنبہ کیا مگر بجائے اس کے وہ اپنی غلطی مانتے اور اس کفری عبارت سے توبہ کرتے الٹے ضد پر آگئے نہ صرف وہ ضد پر آگئے بلکہ جب سے لے کر آج تک ان کے تمام مقلدین یعنی علمائے دیوبند اس کفر کو اسلام کہنے پر اڑ گئے توبہ کرنے اور غلطی ماننے کی بجائے انہوں نے اس عبارت کفریہ کی تائید کرنی شروع کر دی اور مسئلہ یہ ہے کہ جو بات کفر ہو اس کو کفر ماننا اور اس سے توبہ کرنا ضروری ہے۔

اگر کفر کو اسلام مانا جائے تو آدمی کافر ہو جاتا ہے مگر دیوبندیوں کی حالت یہ ہے کہ اس کفر کو اسلام کہتے ہیں اور اس کفر سے توبہ و بیزاری کی بجائے اس کی حمایت کر رہے ہیں اب آپ ہی بتائیے کہ جب یہ عبارت کفریہ ہے اور اس کا کفر ہونا اظہر من الشمس ہے تو ہم اس کفر کو اسلام کیسے کہہ دیں اور اس کفری عبارت کو اسلام سمجھنے والوں کو مسلمان کیسے قرار دیں۔

قارئین کرام! تحذیر الناس کی مکمل عبارت مع ترتیب صفحات آپ کے سامنے ہے اس کو اور ہمارے تبصرہ کو بغور پڑھیئے اور ذہن میں رکھئے اب ہم چند اصول بیان کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ مصنف چراغِ سنت کی فریب کاریوں کا مکمل و مفصل جواب دیتے ہیں۔

چند اصولی باتیں

(۱) اس پر تمام اُمت کا اجماع ہے کہ آیۂ خاتم النبین کے معنٰی یہ ہیں کہ حضور اکرم آخری نبی ہیں اور جو شخص یہ معنٰی مراد نہ لے کوئی اور معنٰی اس آیت کا کرے وہ کافر ہے۔

(۲) جب حضور اکرم آخری نبی ہوئے تو ہر طرح نبوت کا دروازہ بند ہو گیا، کیونکہ اگر بالفرض حضور کے بعد کوئی نبی مانا جائے یا کوئی شخص حضور کے بعد نبوت کا دعوٰی کرے

تو حضور کی خاتمیت میں ضرور اور یقیناً فرق آتا ہے، کیونکہ ایسی صورت میں حضور آخری نبی نہیں رہ سکتے، بالہٰذا یوں کہنا کہ اگر بالفرض حضور کے بعد کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدیہ میں فرق نہ آئے گا غلط ہے بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ اگر بالفرض حضور کے بعد کوئی نبی مانا جائے تو ضرور بضرور خاتمیتِ محمدیہ میں فرق آئے گا۔

(۳) ہر نبی مستقل طور پر نبی ہے سب کو نبوّت اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے۔ نبوّت ایک ایسا وصف ہے جو تمام انبیاء پر برابری کے ساتھ صادق آتا ہے۔ یعنی نفسِ نبوت میں انبیاء مساوی ہیں۔ کسی نبی کی نبوت حضور کا ظل یا عکس نہیں ہے۔ نبوت میں تشکیک نہیں ہے کہ کسی پر زیادتی کے ساتھ صادق آئے اور کسی پر کمی کے ساتھ۔ جو اس طرح تمام انبیاء کی نبوّت کو نہ مانے وہ سب کے نزدیک کافر ہے۔

(۴) نبوت کی کوئی قسم نہیں ہے۔ ذاتی۔ عرضی۔ اصلی۔ عارضی یہ الفاظ نبوت کے لئے استعمال نہیں ہو سکتے۔ ہر نبی کو مستقل طور پر نبی ماننا چاہیئے۔

(۵) نفسِ نبوت میں گو تمام انبیاء کرام برابر ہیں جیسے نفسِ صحابیت میں تمام صحابہ برابر ہیں مگر صدیقِ اکبر سب سے افضل ہیں تو اسی طرح نبوت کے لحاظ سے تمام انبیاء کرام برابر ہیں مگر ان میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے افضل ہیں اور آپ سیّدالمرسلین ہیں۔

(۶) اسی طرح یہ بات بھی حق ہے کہ ابتداء سے لے کر ابد تک جس کو جو نعمت ملی اس کا خالق اللہ ہے اور قاسم حضورِ اکرم ہیں جس کو جو نعمت ملی وہ حضور ہی کے وسیلہ اور واسطہ سے ملی ہے تو اس اصول کے لحاظ سے یہ کہنا حق ہے کہ انبیاء کو نبوت حضور کے صدقہ اور وسیلہ سے ملی ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وصفِ نبوت سے حضور تو بالذات موصوف ہیں اور دیگر انبیاء بالعرض یعنی حضور کا وصفِ نبوت ذاتی ہو اور باقی انبیاء کا عارضی۔ فنا ہو جانے والا۔ اس کی مثال یہ ہے جیسے حرکت ایک وصف ہے۔ جب کشتی دریا میں پہنچتی ہے تو سب سے پہلے حرکت کشتی کو حاصل ہوتی ہے اور کشتی کے واسطہ سے کشتی میں بیٹھنے والوں کو بھی حرکت پہنچ جاتی ہے۔ مگر ظاہر ہے کہ کشتی کا حرکت کرنا اور حرکت سے موصوف ہونا اوّلاً بالذات ہے اور کشتی میں بیٹھے

کو جو حرکت ہو رہی ہے اور وہ حرکت کے ساتھ موصوف ہو رہے ہیں۔ یہ عارضی حرکت ہے جو فنا ہو سکتی ہے تو اس طور پر حضور کے لئے وصفِ نبوت اصلی ماننا اور باقی انبیاء کے لئے عارضی ماننا یقیناً گمراہی ہے، کیونکہ اس طرح ہر نبی مستقل طور پر نبی نہیں رہتا۔

یہ بات بغور پڑھیں اور اس کو ذہن میں رکھیں۔

بعض علماء کرام و اولیاء عظام نے حضور کو سُورج اور باقی انبیاء کو تاروں سے تشبیہ دی ہے اور یہ لکھا ہے کہ حضور فضل و شرف کے سُورج ہیں۔ اسی سُورج سے تمام تارے (انبیاء کرام) فیض پاتے ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ حضور اصلی نبی ہیں اور باقی انبیاء عارضی طور پر نبی ہیں بلکہ مطلب صرف اس قدر ہے کہ تمام انبیاء کرام کو جو فضائل و کمال و معجزات حاصل ہوئے وہ سب حضور کے صدقہ اور وسیلہ سے ملنا اور بات ہے اور وصفِ نبوت سے دیگر انبیاء کا عارضی طور پر موصوف ہونا اور بات ہے۔

(۷) حضور اکرم نے فرمایا:

"میں آخری نبی ہوں اور سب سے پہلے اللہ نے میرے نُور کو پیدا فرمایا"

تو کسی بات میں اہلِ کمال کا آخر ہونا یا اوّل ہونا اور ایسا آخر ہونا کہ صرف ایک ہی فرد آخر ہو اور ایسا اوّل ہونا کہ صرف ایک ہی فرد اوّل ہو۔ اس میں یقیناً و حتماً بزرگی ہے اور شرع نے اس کو فضیلت قرار دیا ہے۔

ان تمام اصولوں کو ذہن میں رکھئے اور اب عبارت تحذیر الناس پر غور کیجئے:-

اولاً: قرآنِ حکیم میں حضور کے متعلق لفظ خاتم النبیین آیا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ حضور سب سے پچھلے نبی ہیں۔ یعنی آخری نبی ہیں اور آپ کا زمانہ تمام انبیاء علیہم السلام کے بعد ہے۔ لفظ خاتم النبیین کے یہ معنیٰ ایسے ہیں کہ جس پر تمام امت کا اجماع ہے۔ تمام ائمہ دین، محدثین اور مفسرین نے یہ ہی معنیٰ کئے ہیں اور خود حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خاتم النبیین کے لفظ کا ترجمہ "آخری نبی" فرمایا ہے۔ اس لئے تمام اُمت کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ جو شخص آیۂ خاتم النبیین کے معنے "آخری نبی" نہ مراد لے اور اس کے خلاف کا دعویٰ کرے وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔

چنانچہ مولوی محمد شفیع دیوبندی جو آجکل کراچی میں مقیم ہیں اور دیوبندیوں کے مفتی اعظم ہیں اُنہوں نے بھی اپنے رسالہ ہدایۃ المہدین کے صـ۲۱ اور صـ۳۵ پہ لکھا ہے:

"لغت عربی اس پر حاکم ہے کہ آیت میں جو خاتم النبیین ہے اس کے معنیٰ آخری نبی ہیں نہ کچھ اور۔ اُمت نے خاتم کا یہی معنیٰ مراد ہونے پہ اجماع کیا ہے اس کے خلاف دعویٰ کرنے والا کافر ہے اور اصرار کرے قتل کیا جائے،، صـ۳۵

اس سے واضح ہوگیا کہ تمام امت کے نزدیک اور خود علماء دیوبند کے نزدیک بھی خاتم النبیین کے معنیٰ متواترہ وقطعی واجماعی یہ ہی ہیں کہ حضور سب انبیاء کے زمانہ کے بعد اور سب میں آخری نبی ہیں۔ اسی معنیٰ پہ ایمان لانا فرض ہے۔

لیکن مولوی قاسم نانوتوی یہ کہتے ہیں کہ خاتم النبیین کے معنیٰ "آخری نبی،، کرنا عوام کا خیال ہے؛ چنانچہ اُنھوں نے صاف لکھا:

"عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا خاتم ہونا بایں معنیٰ ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں" صـ۳

غور کیجئے! یہ معنیٰ عوام کا خیال ہے یا حضورِ اکرم کا ارشاد ہے۔ حضور کے فرمائے ہوئے اور بتائے ہوئے معنیٰ کو عوام کا خیال کہنا حضور کی سخت توہین ہے کیونکہ آیہ خاتم النبیین کے معنیٰ خود حضور نے "آخری نبی،، کے فرمائے ہیں اور تمام صحابہ ومفسرین نے اِسی معنیٰ پہ اجماع کیا ہے، تو مولوی قاسم نانوتوی نے اس معنیٰ کو عوام کا خیال کہا اور یہاں عوام سے مراد ان کی جاہل ہی ہیں؛ کیونکہ آگے جو اہلِ فہم کا لفظ آرہا ہے وہ اس پہ دال ہے تو حضور کے فرمائے ہوئے معنیٰ کو جاہلوں کا خیال کہنا مستقل طور پہ کفر ہے۔

اس کے بعد مولوی قاسم کہتے ہیں:-

"مگر اہلِ فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں وَلٰکِن رَّسُولَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖن فرمانا کیونکر صحیح ہوسکتا ہے،،

غور کیجئے! یہاں اہلِ فہم کا لفظ جو مولوی قاسم نے عوام کے لفظ کے مقابل استعمال کیا ہے جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ جو عوام میں جاہل ہیں ان کا خیال تو یہ ہے خاتم النبیین کے معنیٰ آخری نبی کے ہیں، لیکن اہلِ فہم سمجھ دار افراد جانتے ہیں کہ پہلے ہونا یا پیچھے ہونا اس میں اپنی ذات سے کچھ فضیلت نہیں ہے، حالانکہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اوّل ہونا یا آخر ہونا اس میں یقیناً فضیلت ہے۔ اسی لئے تو حضور نے فرمایا کہ سب سے پہلے اللہ نے میرے نور کو پیدا فرمایا۔ سب سے پہلے جنت میں میں جاؤں گا۔ سب سے پہلے شفاعت میں فرماؤں گا۔ سب سے پہلے میں اپنی قبر مبارک سے اُٹھوں گا۔ میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امّت ہو۔ دیکھئے یہ سب حدیث کا مضمون ہے۔ مقامِ مدح میں یہ سب فرمایا جا رہا ہے **لیکن** مولوی قاسم یہ کہتے ہیں کہ تقدم تاخر زمانی میں جب بالذات کچھ فضیلت نہیں ہے تو مدح کے مقام میں قرآن کا حضور کو خاتم النبیین کہنا صحیح ہو ہی نہیں سکتا، لیکن جب شرع نے تقدم تاخر زمانی کو مدح و فضیلت قرار دیا ہے تو پھر بالذات کے لفظ سے اس کی نفی کرنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔

اس کے بعد مولوی قاسم یہ کہتے ہیں کہ خاتم النبیین کے معنیٰ آخری نبی کرنا تو جاہلوں کا خیال ہے پھر تقدم و تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت بھی نہیں ہے اور خاتم کے معنیٰ آخری نبی کرنا اس سے حضور کی فضیلت اور آپ کی مدح نہیں ہوتی۔ اس لئے خاتم کے معنیٰ یہ ہونے چاہئیں کہ تمام انبیاء کرام عرضی نبی ہیں اور حضور اصلی نبی ہیں، چنانچہ ان کے اصل الفاظ یہ ہیں :-

"سو اسی طور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت کو تصوّر فرمائیے یعنی آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض اوروں کی نبوت آپ کا فیض ہے۔ پر آپ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں" (تحذیر الناس ص۴)

یعنی حضور کو اصلی نبی مانو اور باقی انبیاء کو عرضی نبی! چنانچہ ص۸ پہ انہوں نے صاف لکھا: "شایانِ شانِ نبوی خاتمیت مرتبی ہے نہ زمانی"

حضور کی شان کے لائق یہ ہی کہ آپ کو اصلی نبی مانا جائے اور دوسروں کو عرضی نبی۔ اس کے بعد ص۱۴ پر اور واضح لفظوں میں کہتے ہیں کہ اختتام اگر بایں معنیٰ تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کئے پھر صفحہ ۲۸ پر لکھتے ہیں :۔

"اگر خاتمیت بمعنیٰ اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے جیسا کہ اس ہیچمدان نے عرض کیا"۔۔۔ ان تمام ٹکڑوں کو ترتیب وار لکھیئے یا علیحدہ لکھ لیجئے۔ ان سب کا نتیجہ یہ ہی نکلتا ہے کہ :

مولوی قاسم کے نزدیک خاتم النبیین کے معنیٰ آخری نبی کرنے کے بجائے یہ ہونے چاہئیں کہ حضور اکرم ذاتی طور پر مستقل نبی ہیں اور دیگر انبیاء عرضی طور پر نبی ہیں۔

پھر یہ بات بھی خیال میں رہے کہ مولوی قاسم یہاں عرضی و ذاتی کے معنیٰ یہ نہیں کرتے کہ اور انبیاء کو حضور کے طفیل اور صدقہ سے ملی ہے۔ بلکہ عرضی و ذاتی کے معنیٰ ان کے ہاں یہ ہیں کہ حضور کی نبوت دائم ہے اور دیگر انبیاء کی عرضی۔

چنانچہ ص۷ پر لکھتے ہیں : "علاوہ بریں حدیث کنت نبیًا و آدم بین الماءِ والطین بھی اسی جانب مشیر ہے کیونکہ فرقِ قدمِ نبوت وحدوث نبوت باوجود اتحاد نوعی خوب جب ہی چسپاں ہو سکتا ہے کہ ایک جا یہ وصف ذاتی ہو۔ دوسری جا عرضی۔ اور فرق قدم و حدوث اور دوام و عروض فہم ہو تو اس حدیث سے ظاہر ہے"

یہاں مولوی قاسم نے خود واضح کر دیا کہ حضور وصفِ نبوت کے ساتھ موصوف بالذات ہیں اور دیگر انبیاء بالعرض۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور کی نبوت قدیم ہے اور دیگر انبیاء کی حادث۔ حضور کی نبوت دائم ہے اور باقی انبیاء کی عارضی کہ کچھ دن رہ کر فنا ہو جائے گی۔ بس یہ ہیں وہ نئے معنیٰ جو کسی مفسر نے نہیں کئے۔ خود حضور اکرم نے نہیں کئے اور یہ معنیٰ بجائے خود کفر ہیں، کیونکہ جس معنیٰ میں وہ ذاتی اور عرضی لے رہے ہیں اس سے ہر نبی مستقل طور پر نبی نہیں رہتا۔ صرف حضور تو مستقل طور پر نبی رہتے

ہیں اور باقی انبیاء حضور کی نبوت کا ظل یا عکس قرار پاتے ہیں اور یہ ہی نظریہ مرزا غلام احمد قادیانی کا ہے وہ بھی اپنے آپ کو عرضی و ظلی نبی ہی کہتا تھا۔

چنانچہ خود مصنف چراغِ سنّت نے لکھا ہے کہ :-

"خاتمیت مکانی یا ذاتی یا مرتبی یہ ہے کہ اصلی اور ذاتی نبی فقط آپ ہیں باقی تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت عرضی اور غیر ذاتی ہے"

ہم بھی یہ ہی کہتے ہیں کہ آیت خاتم النبیین کے یہ معنیٰ کرنا کہ حضور اصلی نبی ہیں اور باقی انبیاء عرضی نبی ہیں۔ ایک تو حضور کے کیئے ہوئے اجماعی معنیٰ کے خلاف ہے جو کفر ہے۔ دوسرے دیگر انبیاء کو بمعنی مذکور عرضی نبی ماننا بجائے خود کفر ہے۔

آگے چلیئے

مولوی قاسم نانوتوی نے اسی پر اکتفا نہیں کیا کہ حضور کے ارشاد فرمائے ہوئے معنیٰ کو جاہلوں کا خیال قرار دیا اور اس کے خلاف اپنی طرف سے ایک نئے معنیٰ گھڑے بلکہ اُنھوں نے اس پر تفریعًا یہ بھی لکھ دیا کہ جو معنیٰ میں کرتا ہوں اس کی بناء پر تو "آپ کا خاتم ہونا انبیا گذشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا بلکہ بالفرض آپ کے زمانہ میں کبھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہے گا" تحذیر الناس ص۱۴ پھر ص۲۸ پر لکھا کہ :-

"اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا"

یعنی وہ یہ کہتے ہیں جب خاتم النبیین کے معنیٰ یہ ہوں کہ حضور اصلی نبی ہیں اور دیگر انبیاء عرضی نبی ہیں تو پھر بالفرض حضور کے زمانہ میں یا حضور کے بعد بھی کوئی نبی ہو۔ جب بھی حضور کی خاتمیت میں فرق نہ آئے گا، کیونکہ اس صُورت میں حضور اصلی نبی رہیں گے اور دُوسرا نبی عرضی نبی ہوگا۔ لیکن اس عبارت کے بعد حضور اکرم کا آخر الانبیاء ہونا کہاں باقی رہا اگر حضور کے بعد کسی نبی کا پیدا ہونا تجویز کیا جائے تو خاتمیت بمعنیٰ آخریت کہاں رہی اور خاتمیت ذاتی کے لیئے مولوی قاسم نے مانا ہے کہ خاتمیت زمانی لازم ہے۔ چنانچہ ص۸ پہ لکھا : "ختم نبوت بمعنیٰ معروض کو تاخر زمانی لازم ہے"

مولوی حسین احمد مدنی نے اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھا :

"تیسرا طریقہ یہ ہے کہ فقط ایک ہی معنیٰ خاتم سے مراد ہوں اور وہ خاتمیت مرتبی ہے اور اس کو خاتمیت زمانی لازمی ہے"

تو جب بات یہ ہے تو اس عبارت کے بعد خاتم زمانی تو بالکل باطل ہو گئی جو خاتمیت مرتبی کا لازم تھا اور جب لازم باطل ہُوا تو ملزوم بھی باطل ہو جاتا ہے تو اس عبارت سے نہ خاتمیت ذاتی باقی رہتی ہے اور نہ خاتمیت زمانی ۔ دونوں کا صفایا ہو جاتا ہے ۔

اس لئے ہم کہتے ہیں :-

کہ جب یہ کہا جائے کہ بالفرض حضورؐ کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدیہ میں فرق نہ آئے گا ۔ یہ عبارت اس لئے قابلِ اعتراض ہے کہ اس سے خاتمیتِ زمانی تو یقیناً باطل ہو جاتی ہے ، کیونکہ بالفرض اگر حضور کے بعد کوئی نبی پیدا ہو تو یقیناً حضورؐ کی خاتمیت میں فرق آتا ہے اور مولوی قاسم کہتے ہیں فرق نہیں آتا ۔ تو اس سے خاتمیت زمانی تو باطل ہو گئی اور خاتمیتِ مرتبی کو خاتمِ زمانی لازم تھی ۔ جب لازم باطل ہُوا تو ملزوم بھی باطل ہو گیا ۔ اور اس طرح اس عبارت سے ختمِ زمانی و ختمِ ذاتی دونوں کا خاتمہ ہو گیا ۔

لن ترانیوں کے جوابات

قارئین کرام ! گو ہماری اس مدلل تصریحات سے عبارت تحذیر الناس کے تمام پہلو آپ کے سامنے آ گئے ہیں اور ان اعتراضات کے جوابات بھی ہو گئے جو مصنف چراغِ سنت نے کئے ہیں مگر اب ضروری سمجھتے ہیں کہ مصنف چراغِ سنت نے اس موقع پر عوام کو جو فریب دیئے ہیں ان کا بھی پردہ چاک کر دیں ۔

غور سے پڑھئے !

(۱) مصنف چراغِ سنت نے اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمہ کو انگریز کا ایجنٹ کہا ۔ ہم نے ثابت کیا کہ بفضلہ تعالیٰ اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمہ انگریز کے ایجنٹ نہیں تھے بلکہ علماءِ دیوبند انگریز کے ایجنٹ تھے جنہوں نے انگریز سے جہاد حرام قرار دیا اور سکھوں سے جہاد کی آڑ میں سب سے پہلے مسلمانانِ یاغستان سے جنگ کی اور اس طرح ہندوستان پر انگریزوں کے

قدم مضبوط کیے ۔

(۲) مصنف چراغِ سنت نے دعویٰ کیا کہ عبارت تحذیر الناس بالکل حق و ثواب ہے اور خاتم النبیین کے جو معنیٰ مولوی قاسم نے کیے ہیں اس سے حضور کی فضیلت دوبالا ہو جاتی ہے ۔ ہم نے ثابت کیا کہ عبارت تحذیر الناس کفر و ضلال پر مشتمل ہے اور اس سے حضور کی فضیلت نہیں بلکہ توہین ہوتی ہے ۔

(۳) مصنف چراغِ سنت نے فریب دیا کہ اعلیٰ حضرت بریلوی نے عبارت تحذیر الناس میں تیرہ فریب کیے اور مختلف ٹکڑوں کو جوڑ کر علمائے عرب کے سامنے پیش کیا ۔ ہم نے ثابت کر دیا عبارت تحذیر الناس کا ہر ٹکڑا مستقل طور پر قابلِ اعتراض ہے اس کو علیحدہ علیحدہ لکھیے یا ایک جگہ جمع کر دیجیے مفہوم میں کچھ خلل نہیں آتا ۔

بہت بڑے فریب کا جواب

مصنف چراغِ سنت نے ص۱۵۴ پر لکھا ہے ہاں اگر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجیے جیسا کہ اس ہیچمدان نے عرض کیا ہے تو پھر سوائے رسول اللہ کے اور کسی کو افراد مقصودہ بالخلق مماثل نبوی نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کے افراد خارجی ہی پر آپ کی فضیلت ثابت نہ ہوگی ۔ افراد مقدرہ پر بھی آپ کی فضیلت ثابت ہو جائے گی بلکہ بالفرض بعد زمانہ نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا ۔ (تحذیر الناس) اس عبارت میں مولوی احمد رضا خاں نے یہ کاریگری کی کہ جتنا حصہ جلی قلم سے لکھا ہوا ہے وہ لکھ دیا اور پہلا حصہ جس میں اتصاف ذاتی کے لفظ ہیں وہ چھوڑ دیا ۔ اب علمائے عرب کیا جانیں پیچھے سے کتنی عبارت خانصاحب سمندر میں پھینک آئے ہیں ،، (چراغ سنت ص۱۵۴)

جواب : اس موقع پر مصنف چراغِ سنت کا اعتراض صرف اس قدر ہے کہ اعلیٰ حضرت بریلوی نے جلی حروف والی عبارت (جس پر ہم نے لکیر بھی کھینچ دی ہے) وہ تو لکھ دی اور اوپر والی عبارت نہیں لکھی ۔

میں کہتا ہوں کہ یہ اعتراض اس وقت صحیح ہو سکتا ہے جبکہ دونوں عبارتوں کے علیحدہ علیحدہ کرنے سے مفہوم بگڑ جائے، لیکن حقیقت یہ ہے یہ دونوں عبارتیں مستقل طور پر قابلِ اعتراض ہیں، کیونکہ اُوپر والی عبارت کا مطلب یہ ہے کہ حضور اکرم ذاتی نبی ہیں اور دیگر انبیاء عرضی نبی ہیں۔ یہ ہی وہ معنیٰ ہیں جو مولوی قاسم نے اپنی طرف سے آیۂ خاتم النبیین کے کئے ہیں جو بجائے خود قابلِ اعتراض ہیں اور جلی حروف والی عبارت کا یہ مطلب ہے کہ جب آیۂ خاتم النبیین کے معنیٰ ذاتی نبی کے ہُوئے **تو اب اگر بالفرض کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیتِ محمدیہ میں فرق نہ آئے گا**۔ یہ عبارت بھی مستقل طور پہ کفر ہے، کیونکہ اس سے ختم زمانی ختم مرتبی دونوں کا صفایا ہو جاتا ہے کیونکہ مولوی قاسم نے یہ مانا ہے کہ خاتم مرتبی کو ختم زمانی لازم ہے تو اس عبارت سے ختم زمانی جو لازم بھی وہ تو قطعاً باطل ہو گئی ـــــ کیونکہ اگر خاتم النبیین کے معنیٰ آخری نبی کے لئے جائیں اور پھر یہ کہا جائے کہ ـــــ بالفرض حضور کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو تو ـــــ خاتمیتِ محمدیہ میں کچھ فرق نہیں آئے گا"

اس سے خاتمیت زمانی باطل ہو جاتی ہے، کیونکہ بالفرض نبی پیدا ہونے کی صورت میں یقیناً حضور آخری نبی نہیں رہتے اور حضور کی خاتمیت بمعنی آخریت میں فرق آتا ہے تو جب خاتمیت زمانی جو خاتمیت مرتبی کو لازم تھی اس عبارت سے باطل ہُوئی تو ملزوم جو خاتمیت مرتبی ہے وہ بھی باطل ہو گیا، کیونکہ یہ اصُول ہے کہ جب لازم باطل ہو تو ملزوم بھی باطل ہو جاتا ہے۔ لہذا اس عبارت نے خاتمیت زمانی و خاتمیت ذاتی دونوں کا صفایا کر دیا۔ اس لئے عبارت کا یہ ٹکڑا مستقل طور پر کفر ہے (کوئی اہلِ علم ہو تو ہماری اس گفتگو پر ایمانداری سے غور کرے) بہرحال جب عبارت کے دونوں ٹکڑے قابلِ اعتراض ہیں تو اعلحضرت بریلوی نے دونوں میں سے ایک لکھ دیا تو کیا قصور کیا؟

دوسرا فریب

مصنّف چراغِ سنّت نے لکھا ہے کہ بریلویوں کو لفظ "بالفرض" پہ اعتراض ہے۔ قرآن و حدیث میں ایسے فرض اور بالفرض بے شمار ہیں: لو کان فیھما اٰلِھة ،، اگر زمین و آسمان میں خداوند تعالیٰ کے سوا کوئی

خدا ہوتا تو زمین و آسمان خراب ہو جاتے ولو تقول علینا بعض الاقاویل .... الخ
بالفرض اگر ہمارا سچا رسُول کچھ بناوٹی باتیں کرنے لگے تو ہم اس کو داہنے ہاتھ سے پکڑ لیں
کیا خداوند کو حضور علیہ السلام پر کچھ بدظنی ہو چلی تھی۔ (چراغ سنت ص۱۵۵)

جواب : قارئین کرام! اس موقع پر اگر ہم مصنّف چراغِ سنّت کے ان کلمات کا تجزیہ کر دیں اور ان کی جہالت کا حال بیان کریں تو بات بہت دُور چلی جائے گی دراصل ہم کو لفظ بالفرض پر اعتراض نہیں ہے بلکہ اعتراض مولوی قاسم کے ان لفظوں پر ہے

"تو پھر بھی خاتمیّتِ محمدیہ میں کچھ فرق نہیں آئے گا"

غور سے پڑھئے۔ مولوی قاسم کی عبارت یہ ہے :

"بالفرض بعد زمانہ نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی کوئی نبی پیدا ہو

"تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا"

غور کیجئے بالفرض اگر نبی پیدا ہو تو حضور کی خاتمیت میں فرق آئے گا یا نہیں آئیگا

اگر آپ کہیں "نہیں آئے گا" تو یہ غلط ہے۔ کیوں اس لئے کہ :

۱ : اگر بالفرض مصنف چراغِ سنت کی دونوں آنکھیں نکال دی جائیں تو پھر بھی ان کی بینائی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔

۲ : بالفرض اگر مصنّف چراغِ سنت کے سر کو جسم سے جُدا کر دیا جائے تو پھر بھی ان کے زندہ رہنے میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔

۳ : بالفرض اگر مصنف چراغِ سنّت اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں تو پھر بھی ان کے نکاح میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔

۴ : بالفرض اگر مصنف چراغِ سنت زنا کر لیں تو پھر بھی ان کی پاکدامنی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

تو، جناب فرمائیے! فرق آئے گا یا نہیں آئے گا تو اعتراض ان لفظوں پر ہے کہ

"فرق نہیں آئے گا"

اور یہ ہی مولوی قاسم کہتے ہیں :-

"بالفرض حضور کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیتِ محمدیہ میں کچھ فرق نہیں آئے گا"

تو فرض کا لفظ ان تمام مثالوں میں موجود ہے جو قابلِ اعتراض نہیں ہے۔ قابلِ اعتراض لفظ یہ ہیں :-

"کچھ فرق نہیں آئے گا"

ہم کہتے ہیں اور ساری دُنیا کے انسان کہتے ہیں کہ بالفرض حضور کے بعد کوئی نبی پیدا ہو تو خاتمیتِ محمدیہ میں ضرور فرق آئے گا، کیونکہ اس صُورت میں حضور آخری نبی نہیں رہیں گے اور مولوی قاسم کہتے ہیں "بالفرض حضور کے بعد نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیتِ محمدیہ میں کچھ فرق نہیں آئے گا"

مجھے اُمید ہے کہ قارئین کرام خوب اچھی طرح سمجھ گئے ہوں گے۔ اب بھی اگر کوئی ہٹ دھرمی کی وجہ سے اس عبارت کو اسلام کہے تو یہ اس کی مرضی ہے۔

اہلِ فہم کے لئے اہلِ علم کی خدمت میں گذارش ہے یہ بالفرض والی عبارت مولوی قاسم نے خاتمیت مرتبی مراد لینے کی صورت میں فرض کی لیکن اس کے ساتھ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس کو یعنی خاتمیت مرتبی کو خاتمیت زمانی لازم ہے تو اس عبارت سے خاتمیت زمانی باطل ہو جاتی ہے۔ جب یہ باطل ہوئی تو خاتمیت مرتبی بھی باطل ہو گئی، کیونکہ لازم کا بطلان ملزوم کے بطلان پر دلالت کرتا ہے جیسا کہ اوپر ہم تفصیل کے ساتھ لکھ چکے ہیں۔ فافہم۔

نیز یہ بھی یاد رکھیں کہ اس عبارت کے متعلق تمام دیوبندیوں کو بھی یہ تسلیم ہے کہ خاتمیت زمانی باطل ہو جاتی ہے۔ چنانچہ خود مصنف چراغِ سنت نے بھی ص۱۳۵ پر جب اس عبارت کو لکھا ہے تو ڈیش میں یہ لفظ بھی لکھ دیئے ہیں (خاتمیت ذاتی) جس سے واضح ہوتا ہے کہ خاتمیت زمانی کا انتفاء اس عبارت سے ان کو بھی تسلیم ہے بلکہ تمام علمائے دیوبند کو تسلیم ہے۔

قارئین کرام! اگو اس تشریح سے مصنفِ چراغِ سنت کے تمام فریبوں کی قلعی کھل گئی ہے مگر ممکن ہے وہ جہلا کو بہلانے کے لئے یہ کہہ دیں ہماری تحریر کے لفظ لفظ کا علیحدہ علیحدہ کر کے جواب نہیں تو اب علیحدہ علیحدہ جواب بھی سُن لیجئے۔ تحذیر الناس کی عبارت یہ ہے: ”بالفرض اگر بعد زمانہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی

خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا ،،

اور قرآن کی ایک آیت کا ترجمہ یہ ہے :

” اگر زمین و آسمان میں خدا کے سوا دُوسرا خدا ہو تو زمین و آسمان میں

فساد پیدا ہو جائے گا ،،

ان دونوں عبارتوں میں جو فرق ہے وہ ایک جاہل سمجھ سکتا ہے مگر مصنف چراغ سنت کی ہٹ دھرمی اور پھر دیدہ دلیری ملاحظہ ہو کہ دونوں عبارتوں کو ایک کر رہا ہے۔ دیکھئے قرآن تو یہ کہتا ہے کہ اگر زمین و آسمان میں کوئی اور خدا ہوتا تو ان میں فساد آجاتا۔ اب اگر اس کی جگہ کوئی یہ کہے کہ اگر زمین و آسمان میں کوئی اور خدا ہوتا تو زمین و آسمان میں پھر بھی فساد نہ آئے گا۔ کوئی جاہل سے جاہل شخص بھی ایسا کہہ سکتا ہے ؟

مولوی قاسم نانوتوی نے یہ ہی کہا ہے کہ اگر بالفرض حضور کے بعد کوئی اور نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔

حالانکہ کہنا یہ چاہیئے تھا کہ اگر بالفرض حضور کے بعد کوئی نبی مانا جائے پھر بھی خاتمِ محمدیہ میں فرق ضرور آئے گا ۔ کیونکہ قرآن میں یہ ہی ہے کہ اگر زمین و آسمان میں اللہ کے سوا کوئی اور خُدا ہو تو پھر ان میں فساد آجائے گا ۔ اگر قرآن میں یہ ہوتا ہے کہ پھر بھی فساد نہ آئے گا تو البتہ چراغِ سنت کے مصنف کا اس آیت کو پیش کرنا اس کے لئے مفید ہوتا۔ اسی سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ تحذیر النّاس کی عبارت کس قدر غلط ہے اور کتنی گمراہیوں کا مجموعہ ہے۔

تیسرا فریب اس موقع پر اپنی جان میں مصنف چراغِ سنت نے جو سب سے بڑا فریب دیا ہے۔ وہ یہ ہے۔ لکھتا ہے :۔

"لیجئے! جس لفظ پر آپ مولوی قاسم کو کافر بتاتے ہیں۔ وہی لفظ مجدد الف ثانی نے بھی لکھا ہے کہ اگر بالفرض اس اُمت میں کوئی پیغمبر پیدا ہوتا تو فقہ حنفی پر عمل کرتا۔ اب ہم بریلویوں سے پوچھتے ہیں کہ جلدی کیجئے ان پر فتویٰ لگائیے"۔ ص۱۵۶

جواب: قارئین! اپنی جان میں مصنف چراغِ سنت نے یہ بہت ہی بڑا تیر مارا ہے مگر اس کی حقیقت بھی تارِ عنکبوت سے زیادہ بودی ہے۔ ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ اعتراض بالفرض کے لفظ پر نہیں ہے بلکہ مولوی قاسم کے ان لفظوں پر ہے:

"تو پھر بھی خاتمیتِ محمدیہ میں کچھ فرق نہیں آئے گا"

حضرت مجدد صاحب علیہ الرحمہ بھی اگر بالفرض ایسا فرماتے تو ہم ان پر بھی فتویٰ لگا دیتے۔ مگر جناب مجدد صاحب کے "فرض" اور قاسم کے "فرض" میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ دیکھئے حضرت مجدّد صاحب کو تو چھوڑئیے خود حضورِ اکرم ارشاد فرماتے ہیں: "اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو فاروقِ اعظم ہوتے"

حضرت مجدد صاحب علیہ الرحمہ کہتے ہیں:۔

"اگر بالفرض اس اُمّت میں کوئی پیغمبر پیدا ہوتا تو فقہ حنفی پر عمل کرتا"

حضور کی حدیث اور مجدّد صاحب کے قول میں کوئی خرابی پیدا نہیں ہوتی مقدم باطل ہے تالی بھی باطل ہے یعنی چونکہ حضور کے بعد نبی نہیں اس لئے حضرت عمر نبی نہیں۔ تو مجدد صاحب کے قول اور حضور اکرم کے ارشاد میں کوئی خرابی نہیں۔ یہ تو ایک فرضی شکل ہے۔ مقدم باطل تالی بھی باطل ہے۔ اس کے برعکس مولوی قاسم کی عبارت میں صرف فرض نہیں ہے بلکہ اس فرض سے جو نتیجہ نکالا جا رہا ہے وہ غلط ہے یعنی یہ لفظ:

"تو پھر بھی خاتمیتِ محمّدیہ میں کچھ فرق نہ آئے گا"

یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی کہے:

اگر دو خدا فرض کر لئے جائیں تو پھر بھی خدا کی یکتائی میں کچھ فرق نہ آئے گا"

اور قرآن کہتا ہے اگر دو خُدا فرض کر لو تو زمین و آسمان کے انتظام میں فرق آجائے گا

خُدا کی توحید اور اس کی یکتائی میں فرق آجائے گا۔

مولوی رشید احمد کا فتویٰ

کیا مولوی رشید احمد گنگوہی نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ جو شخص اللہ عزوجل کو جھوٹا کہے اس کو کافر تو کجا فاسق بھی نہ کہا جائے اور یہ کہ وقوعِ کذب کے معنیٰ درست ہو گئے۔ یہ عبارت اُنہوں نے اپنے کسی فتویٰ میں لکھی ہے۔ اس سوال کے جواب میں مصنف چراغِ سنت نے اپنی عادت کے مطابق یہ لکھا ہے یہ سراسر کذب و افتراء ہے۔ مولوی رشید احمد گنگوھی نے ایسا کوئی فتویٰ نہیں دیا اور یہ کہ اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ نے سخت جعلسازی سے کام لے کر خود ہی سوال مرتب کیا۔ خود ہی فتویٰ دیا اور مولوی رشید احمد کے سر تھوپ دیا ہے۔ (مختصر، چراغِ سنت صـ۱۵۹)

جواب : مولوی رشید احمد گنگوہی کا اصل فتویٰ جس پر ان کے دستخط اور مُہر بھی ثبت ہے۔ بریلی کے کتب خانہ میں موجود ہے اور اس فتویٰ کا فوٹو ہمارے پاس بھی ہے جس کا جی چاہے دفتر "رضوان" اندرون دہلی دروازہ لاہور میں آکر اپنی آنکھوں سے دیکھ کر تصدیق کر سکتا ہے نیز اس کے جعلی نہ ہونے کی ایک بہت بڑی دلیل ہمارے پاس یہ ہے کہ اس فتویٰ کے خط کو مولوی رشید احمد کے خط سے ملا کر دیکھ لیجئے "تذکرۃ الرشید" جو مولوی رشید احمد کی سوانح حیات ہے اور جو دیوبندیوں نے لکھی ہے۔ اِس میں اُنہوں نے مولوی رشید احمد کے خط کے نمونہ کا بلاک بھی کتاب میں دے دیا ہے۔ آپ اس بلاک کے خط کو ملا لیجئے۔ اگر مل جائے تو ہم سچّے اور اگر نہ ملے تو مصنّف چراغِ سنّت سچا۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔ اس کا فیصلہ تو بڑا آسان ہے اور آنکھ سے دیکھ کر ہر شخص اپنا اطمینان کر سکتا ہے اس معقول جواب کے بعد اب ہم مولوی رشید احمد کے فتویٰ کی اصل عبارت قارئین کے سامنے پیش کر دیتے ہیں۔

سوال : دو شخص کذب باری میں گفتگو کر رہے تھے ایک کی طرفداری کے واسطے تیسرے شخص نے کہا میں نے کب کہا ہے کہ میں وقوعِ کذب کا قائل نہیں ہوں یہ قائل مسلمان ہے یا کافر اور مسلمان ہے تو بدعتی ضال یا اہلسنت وجماعت باوجود قبول کرنے کے وقوعِ کذب باری تعالیٰ

کے مولوی گنگوہی صاحب نے جو اس سوال کا جواب دیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس کو کافر کہنا یا بدعتی ضال نہیں کہنا چاہیئے، کیونکہ وقوع خلف وعید کو جماعت کثیرہ علمائے سلف کی قبول کرتی ہے۔ خلف وعید خاص ہے اور کذب عام ہے، کیونکہ کذب بولتے ہیں قول خلاف واقع کو سو وہ گاہ وعید ہوتا ہے گاہ وعدہ گاہ خبر اور سب کذب کے انواع ہیں اور وجود نوع کا وجود جنس کو مستلزم ہے۔ انسان اگر ہوگا تو حیوان بالضرور موجود ہووے گا، لہٰذا وقوعِ کذب کے معنٰی درست ہو گئے اگرچہ ضمن کسی فرد کے ہو پس بنائے علیہ اس ثالث کو کوئی سخت کلمہ نہ کہنا چاہیئے کہ اس میں تکفیر علمائے سلف کی لازم آتی ہے ہرچند یہ قول ضعیف ہی ہے مگر تاہم صاحبِ دلیل قوی کو تضلیل صاحبِ دلیل ضعیف کی درست نہیں۔ حنفی شافعی پر اور بعکس بوجہ قوت دلیل اپنی کے طعن و تضلیل نہیں کر سکتا۔ اس ثالث کو تضلیل و تفسیق سے مامون کرنا چاہیئے البتہ اگر فہمائش ہو بہتر ہے''

قارئین! سوال وجواب دونوں کا خلاصہ آپ کے سامنے ہے۔ مولوی رشید احمد کہتے ہیں جو شخص یہ کہے کہ میں نے کب کہا ہے کہ میں وقوع کذب باری کا قائل نہیں ہوں یعنی وہ اس بات کا قائل ہے کہ معاذ اللہ خُدا جھوٹ بول چکا۔ خُدا جھُوٹا ہے۔ ایسا کہنے والا بھی نہ کافر ہے نہ گمراہ نہ گنہگار بلکہ سُنّی صالح ہے اس کو کوئی سخت کلمہ بھی کہنا نہیں چاہیئے۔ خُدا کے سچے جھُوٹے ہونے کا مسئلہ بھی ایسا ہی ہلکے درجے کا اختلافی ہے جیسے حنفی شافعی کے اختلافی مسائل۔ حنفی نے کہا نماز میں ہاتھ ناف سے نیچے باندھو۔ شافعی نے کہا ناف سے اوپر ہاتھ باندھو۔ اسی طرح کسی امام نے کہا خُدا سچا ہے۔ کسی امام نے کہا خُدا جھُوٹا ہے۔ خُدا کو جھوٹا کہنے والے کے کافر کہنے والے کے کافر کہنے سے اگلے زمانہ کے علمائے اسلام کو بھی کافر کہنا لازم آجاتا ہے۔ گو ان کا عقیدہ بھی یہی تھا کہ خدا جھوٹا ہے۔ پھر مولوی گنگوہی صاحب نے اپنے نزدیک ایک دلیل ہی ثابت کر دیا کہ وقوع کذب باری تعالیٰ کے معنٰی درست ہو گئے یعنی یہ بات ٹھیک ہو گئی کہ خُدا جھوٹا ہے۔

یہاں پر میں ضروری سمجھتا ہوں کہ مولوی گنگوہی صاحب نے جس دلیل سے معاذ اللہ خُدا کو جھوٹا ثابت کیا ہے۔ اس دلیل کی حقیقت مختصر الفاظ میں واضح کر دی جائے جس

کلام کے کہنے والے کو سچا اور جھوٹا کہا جا سکے اس کو خبر کہتے ہیں
جس کلام کے کہنے والے کو سچا جھوٹا نہ کہا جا سکے اس کو انشا کہتے ہیں۔ خبر کا واقع کے مطابق ہونا صدق اور سچائی ہے جو خبر واقع کے مطابق نہ ہو وہ جھوٹی خبر اور خبر کاذب ہے۔ کلامِ انشا نہ سچا ہو سکتا ہے نہ جھوٹا ہو سکتا ہے۔ سچا یا جھوٹا ہونا صرف خبر ہی کے ساتھ خاص ہے۔ کسی جُرم پر کسی سزا کا مقرر کرنا وعید ہے۔ کسی اطاعت گذاری و فرماں برداری و وفاشعاری پر کسی انعام کا اعلان کرنا وعدہ ہے۔ وعدے اور وعید سے کبھی کسی واقعے کی خبر دینا مقصود نہیں ہوتا بلکہ وعید کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ جو لوگ جرم کرنا چاہتے ہیں ان کو ڈرایا جائے دھمکایا جائے۔ جُرم کرنے سے باز رکھا جائے۔ وعدے کا مقصد بھی صرف اس قدر ہوتا ہے کہ اطاعت و فرمانبرداری کا لوگوں کو شوق دلایا جائے۔ ان کو خدمت گذاری و اطاعت شعاری کی طرف متوجہ کیا جائے ان کے دلوں میں خدمت و اطاعت کا جذبہ پیدا کیا جائے جس کارِ خیر پر کوئی انعام مقرر کیا جائے اس کے بجا لانے والے کو وہ انعام نہ دینا عیب ہے۔ دنائت وخست، کمینگی و رذالت ہے۔ لہٰذا خلف وعدہ یا وعدہ خلافی عیب و نقصان ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ اس عیب و نقصان سے بھی وجوبًا پاک و منزّہ ہے، کیونکہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ ضروریہ دینیہ ہے کہ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ ہر عیب و نقصان سے وجوبًا پاک و منزّہ ہے لیکن کسی جُرم کرنے والے کو کسی وجہ سے اس جرم پر مقرر کردہ سزا نہ دینا، معاف کردینا، چھوڑ دینا ہرگز عیب نہیں بلکہ اس کو جود و کرم، بخشش و رحم کہتے ہیں۔ ایک بادشاہ اگر میدانِ جنگ کی کسی خاص جاں بازی پر کوئی انعام مقرر کر دے پھر بھی وہ بادشاہ اس کو انعام نہ دے تو اس کو وعدہ خلاف کہا جائے گا۔ اس کو بدنام کیا جائے گا۔ اگر کچھ لوگ زبان سے ڈر کے مارے نہیں کہیں گے تو کم از کم دلوں میں تو ضرور ہی سمجھیں گے کہ بادشاہ نے بہت بُرا کیا۔ وعدہ خلافی کر کے دغابازی اور فریب کاری سے کام لیا، لیکن وہی بادشاہ اگر اعلان کر دے کہ میدان جنگ میں دشمن کے مقابلہ سے جان بچا کر بھاگ آنے والے کی سزا یہ ہے کہ اسے گولی سے اڑا دیا جائے گا۔ پھر اسی کی رعایا میں سے کچھ ایسے سپاہی اس کے سامنے

پیش ہوں جو دشمن کے مقابلہ کی تاب نہ لاکر میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے ہوں۔ اور وہ بادشاہ ان کو چھوڑ دے ۔معاف کر دے تو کوئی عقلمند ہرگز یہ نہیں کہہ سکتا کہ بادشاہ نے اپنے قانون کو اپنے اعلان کو جھوٹا کر دیا بلکہ یہی کہے گا کہ بادشاہ نے ان بے چارے سپاہیوں پر، ان کے بال بچوں پر رحم فرماکر ترس کھاکر معاف فرما دیا بخش دیا لہٰذا خلف وعید یعنی مجرم کو بخش دینا معاف کر دینا ہرگز عیب نہیں ۔ نقصان نہیں بلکہ خوبی و کمال ہے ۔ اس کو رحم و کرم کہتے ہیں ۔ اس کو ہرگز جھوٹ اور کذب نہیں کہہ سکتے ۔ اسی مضمون کو علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ردالمختار کی اس عبارت میں جس کو مولوی خلیل انبیٹھوی نے اپنی کتاب براہین قاطعہ کے صفحہ ۲ پر نقل کیا ہے ۔ یوں لکھتے ہیں کہ :۔

"هَلْ يَجُوْزُ الخلفُ فِي الْوَعِيْد فَظَاهِرِ مَا فِي الْمَوَاقِفِ وَالْمَقَاصِدِ اَنَّ الْاَشَاعِرَةَ قَائِلُوْنَ بِجَوَازِهٖ لِاَنَّهٗ لَا يُعَدُّ نَقْصًا بَلْ جُوْدًا وَّ كَرَمًا"

ترجمہ : اللہ تبارک و تعالیٰ نے گنہگار بندوں کے لئے جن سزاؤں کا اعلان فرمایا ہے ان کے خلاف ہوسکتا ہے یا نہیں ۔ ان گنہ گاروں کو بخشا جاسکتا ہے یا نہیں تو کتاب مواقف و کتاب مقاصد کی عبارتوں سے ظاہر ہے کہ اشاعرہ اس بات کے قائل ہیں کہ وعید کے خلاف ہوسکتا ہے ۔ گنہ گاروں کے لئے جو وعیدیں فرمائی گئی ہیں ان کو ان سے معافی دی جاسکتی ہے ، کیونکہ ایسا کرنا عیب و نقصان نہیں سمجھا جاتا بلکہ اس کو بخشش و مہربانی کہا جاتا ہے ۔"

میری اس تقریر سے ظاہر ہوگیا کہ خلف وعید کو کذب یعنی جھوٹ سے قطعاً کچھ علاقہ ہی نہیں لیکن مولوی رشید احمد نے کذب کو جنس عام اور خلف وعید کو اس کی نوع اور خاص بناکر یہ لکھ دیا کہ وقوع کذب کے معنیٰ درست ہوگئے ۔ وقوع کا لفظ تینوں زمانوں کو شامل ہے کہ اب معنیٰ یہ ہوں گے کہ خدا جھوٹ بول چکا ۔ خدا جھوٹ بولتا ہے ۔ خدا جھوٹ بولے گا ۔ یہ ہے مولوی رشید احمد کا عقیدہ اور ان کے فتویٰ کے فوٹو کا خلاصہ ۔ اب آپ لوگ اس فتویٰ کی حمایت کریں یہ آپ کو اختیار ہے ہم تو کسی حالت میں بھی اس خبیث فتویٰ کی حمایت کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں ۔

عبارت براہین قاطعہ

عبارت براہین قاطعہ کے متعلق چراغِ سنت کے مصنف

نے بڑی بڑی لن ترانیوں، غلط بیانیوں کے بعد یہ لکھا ہے کہ کہ یہ عبارت بالکل حق و ثواب ہے اور اعلیحضرت بریلوی علیہ الرحمہ کا اس عبارت کو کفریہ قرار دینا غلط ہے ہم پہلے براہین کی اصل عبارت قارئین کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی اپنی کتاب براہین قاطعہ میں لکھتے ہیں :

"شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلافِ نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاسِ فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخرِ عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے"

یہ عبارت اردو کی ہے کوئی چیستاں نہیں ہے۔ اس میں جن امور کا بیان ہے ہر اردو جاننے والا ایک نظر میں معلوم کر سکتا ہے۔ اس عبارت میں مولوی خلیل احمد دیوبندی نے یہ کہا ہے کہ:-

۱ : محیطِ زمین کا علم یعنی روئے زمین کا علم، شیطان اور ملک الموت کے لئے نص قطعی سے ثابت ہے۔

۲ : اور حضور علیہ السلام کے لئے روئے زمین کا علم قرآن و حدیث سے ثابت نہیں۔

۳ : شیطان اور ملک الموت کے لئے روئے زمین کا علم ماننا ایمان ہے۔

۴ : اور حضور علیہ السلام کے لئے روئے زمین کا علم ماننا شرک ہے جو حضور کے لئے روئے زمین کا علم مانے وہ مشرک ہے اس میں ایمان کا کوئی حصہ نہیں۔

۵ : نیز یہ کہ شیطان و ملک الموت سے حضور اکرم کو زیادہ علم والا ماننا شرک ہے۔ پھر واضح لفظوں میں یہ بھی لکھ دیا کہ :-

"ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا یعنی (حضور کا) ان امور میں ملک الموت کی برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ" (براہین قاطعہ)

دیکھئے مولوی خلیل احمد دیوبندی صاف صاف لکھ رہے ہیں کہ شیطان و ملک الموت کو علم محیط زمین یعنی روئے زمین کا علم حاصل ہے اور حضور کو شیطان و ملک الموت سے زیادہ تو

کجا برابر علم بھی نہیں ہے (معاذ اللہ)

خُدا کی قسم یہ جملہ لکھتے ہُوئے ہمارا قلم کانپتا ہے ۔ اگر قارئین کرام کے سامنے اصل صُورتِ حال اور مصنف چراغِ سُنّت کی دغا بازی و مکّاری کا حال رکھنا ضروری نہ ہوتا تو ہم اس بحث میں کسی صورت حصّہ لینے کے لئے تیار نہ تھے ۔

بہر حال ہمیں قارئین کرام سے یہ گزارش کرنی ہے کہ وہ حق و باطل کا فیصلہ کرنے کے لئے صرف انہیں امور پر غور کریں اور فیصلہ کریں کہ کوئی مسلمان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ایسا لکھ سکتا ہے اور پھر ایسا لکھ کر وہ مسلمان بھی رہ سکتا ہے ؟

اور یہ کہ مولوی خلیل احمد دیوبندی نے ایسا لکھ کر حضور کی سخت و شدید توہین کی یا نہیں ؟ اب آئیے اس عبارت سے جو امور معلوم ہوئے ان پر دلائل شرعیہ سے مفصل بحث کریں ۔

(۱) : مولوی خلیل احمد دیوبندی کہتے ہیں کہ شیطان و ملک الموت کو (علم محیط زمین) روئے زمین کا علم نص قطعی سے ثابت ہے ، چنانچہ اسی کتاب براہین قاطعہ کے صفحہ ۵۱ پر لکھتے ہیں :

”ملک الموت اور شیطان کو جو یہ وسعتِ علم دی اس کا حال مشاہدہ اور نصوص قطعیہ سے معلوم ہُوا ،، (براہینِ قاطعہ ص ۵۱)

لہٰذا اس موقع پر ہم صرف اتنا ہی کہتے ہیں اور پُوری دُنیائے دیوبندیت کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ اپنے اس دعویٰ پر نص قطعی پیش کریں ۔ اب تک تو کسی دیوبندی کو توفیق نہیں ہوئی ۔ مصنف چراغِ سُنّت ہی زور لگائیں اور نصوص قطعیہ نہیں بلکہ صرف ایک ہی نص قطعی ایسی پیش کریں جس سے شیخ الدیابنہ ابلیس لعین کے لئے علم محیط زمین ثابت ہو سکے ۔

(۲) مولوی خلیل احمد کا دعویٰ ہے ۔ حضور سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلم کے لئے محیط زمین کا علم ثابت کرنا شرک ہے لیکن سوال یہ ہے کہ جب حضور کے لئے یہ شرک ہے تو شیطان کے لئے روئے زمین کا علم ثابت کرنا ایمان کیسے ہو گیا ؟ کیونکہ شرک میں تفریق نہیں ہوتی ۔ جس چیز کا کسی ایک مخلوق کے لئے ثابت کرنا شرک ہوگا ۔

وہ خُدا کے سوا جس کسی کے لئے بھی ثابت کی جائے شرک ہی ہوگا ۔ مصنف چراغ سنت

ذرا اپھڑک کر جواب دیں۔

(۳) مولوی خلیل احمد کہتے ہیں کہ بریلوی حضور کے لئے علم محیط زمین قیاس فاسدہ سے ثابت کرتے ہیں، لیکن ان کا یہ کہنا غلط ہے کیونکہ ہم حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علمِ محیط زمین کا قیاسِ فاسدہ سے نہیں بلکہ احادیثِ صحیحہ سے ثابت کرتے ہیں؛ چنانچہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔

۱: ان اللہ زوی لی الارض فرأیت مشارقھا ومغاربھا (مشکوٰۃ شریف باب فضائل سید المرسلین)

ترجمہ: "اللہ نے میرے لئے زمین سمیٹ دی میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا"

۲: حضور فرماتے ہیں: اللہ نے اپنا یدِ قدرت میرے شانوں کے درمیان رکھا میں نے اس کے وصولِ فیض کی سردی اپنی چھاتیوں میں پائی فعلمتُ مَا فی السمٰوٰت والارض (مشکوٰۃ باب المساجد)

ترجمہ: "پس جان لیا میں نے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے"

۳: رَفَعَ لی الدنیا فانا انظر الیھا والی ما ھو کائنٌ فیھا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ھٰذہٖ (مواہب لدنیہ وطبرانی)

ترجمہ: "حضور فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے میرے لئے دُنیا کو ظاہر فرمایا پس میں دُنیا کی طرف اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کی طرف اس طرح دیکھ رہا ہُوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو"

ہم نے بنظر اختصار یہاں صرف صحیح حدیثیں پیش کیں۔ قارئین کرام اگر قرآن کی نصوص اور احادیث کا تفصیلی حال معلوم کرنا چاہیں تو کتاب الکلمۃ العلیاء پڑھیں۔ بہر حال ان تینوں حدیثوں سے واضح ہُوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کو محیط زمین (روئے زمین) کا علم اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا۔ دیکھئے احادیثِ صحیحہ سے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کے لئے محیط زمین کا علم ثابت ہے۔

مولوی خلیل احمد دیوبندی اور مصنف چراغِ سنت اس کا انکار کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں جو حضور کے لئے روئے زمین کا علم ثابت کرے وہ مشرک ہے۔ بتائیے۔ حدیث کے ہوتے ہُوئے ایسا فتویٰ دینا ایمانداری ہے یا بے ایمانی؟

ثانیًا: قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان فی خلق السمٰوٰتِ والارض الخ

ترجمہ: "زمین و آسمان میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں"

اور عقل والوں میں سب سے بلند مرتبہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے لہٰذا اس سے واضح ہوتا ہے کہ علم محیط زمین بھی کمالات علمیہ سے ہے اور حضور اکرم ہر کمال و خوبی کے جامع ہیں پس جو شخص حضور کے لئے اس کا انکار کرے وہ کمالاتِ محمدیہ کا منکر ہے اور جب ملک الموت اور شیطان لعین کا مقابلہ کر کے ان کے لئے مولوی خلیل احمد دیوبندی نے محیط زمین کا علم ثابت کیا اور حضور کے لئے اس کا انکار کیا تو کیا یہ حضور اکرم کی بدترین توہین نہیں ؟

واضح ہو کہ اس عبارتِ کفریہ کو ایمان ثابت کرنے کے لئے مصنف چراغِ سنت نے بہت یاوہ گوئی سے کام لیا ہے اور رکیک تاویلات کی ہیں۔ جن کا مکمل و مفصل جواب ردِّ سیف یمانی میں موجود ہے تفصیل کے لئے قارئین کرام اس کا مطالعہ کریں۔ ہم نے براہینِ قاطعہ کی اصل عبارت آپ کے سامنے رکھ دی ہے۔ حضورِ اکرم کی ذات کا معاملہ ہے ایمانداری کے ساتھ غور کر لیجئے کہ یہ عبارت حضور کی توہین پر مشتمل ہے یا نہیں ؛ البتہ اس سلسلہ میں مصنف چراغِ سنت کے چند فریبوں کا پردہ فاش کرنا ہم اس موقع پر ضروری سمجھتے ہیں۔ قارئین بغور پڑھیں :۔

فریب اوّل

۱ :۔ مصنف چراغِ سنت نے اس عبارت کی تاویل یہ کی ہے کہ وہ مولوی خلیل احمد یہ بحث اس صورت میں کر رہے ہیں جبکہ کوئی علم ذاتی حضور کے لئے ثابت کرے یعنی حضور کے لئے علم ذاتی ثابت کرنے کو مولوی خلیل احمد شرک بنا رہے ہیں"

قارئین کرام یہ ہے وہ تاویل جو چھوٹے سے لے کر بڑے تک ہر دیوبندی مولوی اس عبارت کفریہ کو اسلام ثابت کرنے کے لئے کیا کرتا ہے لیکن یہ تاویل بچند وجوہ باطل ہے کیونکہ کوئی سُنی حضور کے لئے علم ذاتی نہیں مانتا۔ جب مقابل علم ذاتی کا قائل ہی نہیں ہے تو رد کرنے والا کیا دیوانہ ہے جو علم ذاتی کا رد کرے گا۔ پھر قطع نظر اس کے آپ کے امام و مقتدا کا فیصلہ و فتویٰ تو یہ ہے کہ مخلوق کے لئے علم عطائی ماننا بھی شرک ہے۔

چنانچہ مولوی اسمٰعیل دہلوی تقویۃ الایمان میں صاف لکھتے ہیں :۔

"اللہ کا سا علم اور کو ثابت کرنا سو اس عقیدہ سے آدمی البتہ مشرک ہو جاتا ہے خواہ یہ عقیدہ انبیاء اولیاء سے رکھے خواہ پیر شہید ...... سے پھر

خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے،، (تقویۃ الایمان ص۱)

جس کا حاصل یہ ہے کہ آپ کے امام و پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی کے نزدیک انبیاء کرام کو خواہ علم ذاتی مانا جائے یا یہ مانا جائے کہ یہ علم جو انبیاء کو ہے وہ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے اور اس کے بتانے سے ہے ہر طرح شرک ہے لہٰذا چراغِ سنّت کے مصنف پھڑک کر جواب دیں کہ بات کونسی صحیح ہے آپ کی یا آپ کے شہید بالاکوٹ مولوی اسمٰعیل شہید کی؟

۱ : آپ چراغِ سنت میں لکھتے ہیں کہ انبیاء کو بلکہ تمام مخلوق کو درجہ بدرجہ علم عطائی ہے اور آپ کے پیشوا کہتے ہیں کہ مخلوق کے لئے علمِ عطائی ماننا بھی شرک ہے تو آپ اپنے ہی امام و پیشوا کے فتوے سے کافر و مشرک ہوئے یا نہیں؟

۲ : آپ نے چراغِ سنت میں لکھا ہے، مخلوق کے لئے درجہ بدرجہ علم عطائی ماننا ایمان ہے اور ذاتی ماننا شرک ہے اور آپ کے امام مولوی اسمٰعیل کہتے ہیں کہ مخلوق کے لئے عطائی علم ماننا بھی شرک ہے۔ بتائیے عطائی علم ماننے کو کونسے قرآن میں شرک قرار دیا گیا ہے؟

۳ : آپ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ قرآن سے ثابت ہے کہ حضور اکرم کو اللہ تعالیٰ نے بعض علوم غیبیہ کی اطلاع دی اور آپ کے پیشوا کہتے ہیں جو حضور کو علم غیب عطائی مانے وہ بھی مشرک ہے۔ لوٹئے جو قرآن کے تعلیم کردہ عقیدہ کو شرک کہے۔ اس کا کیا حکم ہے۔

الغرض مولوی اسمٰعیل علم عطائی ماننے کو بھی شرک کہہ رہے ہیں اس لئے آپ کی یہ تاویل بھی باطل ہے اور عوام کو مغالطہ دینا ہے اس تاویل کی بنا پر تو آپ کو مولوی اسمٰعیل کے فتویٰ کی رُو سے مولوی خلیل احمد کو بھی مشرک ماننا پڑے گا؟ فافہم

فریب دوم

مصنف چراغِ سُنّت نے بڑی لن ترانیوں اور میراثیوں کی طرح پھبتیاں اُڑا کر یہ لکھا ہے :"ہم اعلان کرتے ہیں کہ کوئی ضعیف حدیث بھی ایسی دکھادیں جس میں حضور نے یہ فرمایا ہو کہ جہاں محفل میلاد ہوگی ہم تشریف لائیں گے (چراغ سنت ص۱۰۳)

قارئین کرام! گو ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ ہمارے نزدیک حضورِ اکرم کے حاضر ناظر ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ حضور ہر مجلس میں بہ نفسِ نفیس تشریف رکھتے ہیں لیکن لطف کی بات یہ ہے کہ بلکہ رونے کا

مقام ہے کہ دیوبندی جس صفت اور جس کمال کا حضور کے لئے انکار کرتے ہیں اسی صفت اور اسی کمال کو اپنے پیروں اور استادوں کے لئے ثابت کر دیتے ہیں۔

اور پھر اس وقت شرک و کفر کے تمام فتوے بھول جاتے ہیں۔

مولوی حسین احمد مدنی اپنی کتاب الشہاب الثاقب کے ص۵۷ پر لکھتے ہیں :۔

۱ : "وہم مرید بہ یقین داند کہ روحِ شیخ مقید بہ یک مکان نیست پس ہر جا کہ مرید باشد قریب یا بعید اگرچہ از شخص دور است اما روحانیت او دور نیست"

(امداد السلوک ص۱۰ الشہاب الثاقب ص۵۷)

ترجمہ "مرید یقین کے ساتھ جانے کہ پیر کی روح کسی ایک مکان میں مقید نہیں ہے تو جس جگہ مرید ہوگا۔ نزدیک ہو یا دور اگرچہ شیخ سے دور ہے مگر شیخ کی روحانیت سے دور نہیں"

۲ : "وچوں مرید در حل واقعہ محتاج شیخ بود شیخ را بقلب حاضر آوردہ بلسان حال سوال کند البتہ روحِ شیخ باذن اللہ اورا القاء خواہد کرد"

ترجمہ "اور جب مرید کسی واقعہ کے حل کرنے میں پیر کا محتاج ہو تو شیخ کو دل میں حاضر کر کے زبانِ حال سے سوال کرے۔ پیر کی روح باذن اللہ اس کا جواب مرید کے دل میں ڈال دے گی"

اور لیجئے! مولوی اشرف علی تھانوی کراماتِ امدادیہ میں اپنے پیر کے متعلق لکھتے ہیں :۔

دست پیر از غائباں کوتاہ نیست ✲ دستِ او جز قبضۂ اللہ نیست

ترجمہ "پیر کا ہاتھ غائبوں سے دور نہیں کیونکہ پیر کا ہاتھ تو اللہ ہی کا ہاتھ ہے"

قارئین کرام! دیکھئے مولوی رشید احمد جو تمام دیوبندیوں اور مصنف چراغ سنت کے بھی دادا پیر ہیں۔ وہ اپنے پیر کے متعلق لکھتے ہیں :۔

۱ : مرید کو یہ یقین کرنا چاہیئے کہ پیر کی روح کسی مکان میں مقید نہیں۔

۲ : مرید دور ہو یا نزدیک مگر شیخ کی روح اس سے دور نہیں ہے۔

۳ : جب مرید کسی واقعہ کے حل کرنے میں پیر کا محتاج ہو تو پیر کی روح اس کے دل میں

نوٹ :(واضح ہو کہ دیوبندیوں کے پیر کا نام حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمہ ہے)

القا کرتی ہے۔"

دیکھا آپ نے یہ ہے ایمان ان کا کہ اپنے پیر کو حاضر و ناظر بایں معنیٰ مان رہے ہیں کہ اس کی روح کسی جگہ مقید نہیں ہے جہاں مرید ہو گا پیر کی روحانیت اس سے دُور نہیں ہو گی لیکن یہ ہی بات اگر کوئی مسلمان حضور سید المرسلین علیہ السلام کے لئے مان لے تو مصنف چراغِ سنّت نہ صرف حدیث کا مطالبہ کرتے ہیں بلکہ اس پر شرک و کفر کا فتویٰ بھی جڑ دیتے ہیں۔ بتائیے کیا یہ ایمان داری ہے؟

عبارت حفظ الایمان

مصنف چراغِ سنّت نے حفظ الایمان کی عبارت کو بھی حق و ثواب کہا ہے اور رکیک تاویلات کر کے کتاب کے اوراق سیاہ کئے ہیں۔ بات دراصل یہ ہے کہ اگر تاویلاتِ رکیکہ سے کام لیا جائے تو سخت سے سخت اور صریح سے صریح گالی بھی گالی نہ رہے گی۔ بہرحال بحث کو طُول سے بچانے کے لئے ہم حفظ الایمان کی اصل عبارت پیش کئے دیتے ہیں۔

قارئین کرام! اس کو غور سے پڑھ لیں اور خود ہی فیصلہ کر لیں کہ اس عبارت سے حضور کی توہین ہوتی ہے یا نہیں؟

مولوی اشرف علی تھانوی اپنی کتاب حفظ الایمان کے صـ۶ پر لکھتے ہیں:۔

"پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر و بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے،،

یہ عبارت بھی اردو کی ہے اور ہر اردو سمجھنے والا بے تکلف اس سے اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ مولوی اشرف علی نے علمِ غیب کی (۲) دو قسمیں کیں۔ کل غیب اور بعض علم غیب۔ کل غیب کے لئے تو انہوں نے فیصلہ کر دیا کہ حضور کے لئے عقلاً نقلاً باطل ہے۔ اب حضور کے لئے نہ رہا۔ مگر بعض علم غیب اور یہ ہی ان کے عقیدہ میں حضور کے لئے ثابت بھی ہے (جیسا کہ انہوں نے خود حفظ الایمان کے صـ۷ پر تصریح کی ہے) اب اس بعض علم غیب

کے متعلق وہ کہتے ہیں :۔

”اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علمِ غیب تو ہر صبی و مجنون، پاگل، جمیع حیوانات و بہائم تمام جانوروں کے لئے بھی حاصل ہے۔“

ایمان و دیانت کے ساتھ غور کیجئے کہ مولوی اشرف علی نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو جانوروں، پاگلوں کے برابر کر دیا یا نہیں۔ حضور کے علمِ پاک کو جانوروں پاگلوں کے برابر کرنا یقیناً حضور کی توہین ہے اور حضور کی توہین کرنے والا کافر ہے۔

لیکن، دیوبندی علماء کا حال یہ ہے کہ اس کفری عبارت کی رکیک تاویلیں کرتے ہیں اور اس پر بضد ہیں کہ یہ عبارت بالکل حق و ثواب ہے حالانکہ معاملہ کسی ایرے غیرے کا نہیں بلکہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور اس کی نزاکت کا یہ عالم ہے کہ حضور کی شان کے خلاف اگر کوئی بات سہواً بھی نکل جائے تو کفر ہے اور توبہ کرنا واجب ہے۔ بہرحال یہ عبارت ایسی ہے کہ جس کی کوئی تاویل صحیح نہیں ہوسکتی۔ اس لئے ہم اس عبارت کو کفریہ قرار دیتے ہیں اور ایسا عقیدہ رکھنے والے کو کافر سمجھتے ہیں۔ رہی ضد اور ہٹ دھرمی تو اس کا علاج واقعی ہمارے پاس نہیں ہے۔

قارئین کرام! ”چراغِ سنت کی حقیقت“ کے عنوان سے جو مضمون ہم نے شروع کیا تھا وہ مکمل ہوگیا۔ ہم نے ان تمام امور کا جواب دے دیا ہے جن کا ذمہ ہم نے لیا تھا۔ قارئین کرام سے التماس ہے کہ وہ تعصب و ہٹ دھرمی سے علیحدہ ہو کر اس کا مطالعہ فرمائیں۔ آخر میں دعا ہے کہ رب العالمین ہم سب کو حق پر چلائے اور حق دکھائے اور حق قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ والسلام والصلوٰۃ علی سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم آمین بجاہ حبیبہ الکریم۔

شارح بخاری حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی مدظلہ
کی حیات آفرین تحریر

لمحاتِ فکر

(حصہ اوّل)

- توحید کی معرفت
- رسالت کی عظمت
- قلب و ذہن کی تطہیر
- عقائد و اعمال کی اصلاح کے لیے

پڑھیئے تو ذرا غور سے لمحاتِ فکر کو

علمِ غیبِ رسول

حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلّم کی فضیلتِ علمی
کے موضوع پر ایک نہایت ہی مدلّل اور متین
تحریر اور منکرین کے شبہات کا کافی و شافی جواب

رضوانٌ من اللّٰہ اکبر

دینِ مصطفیٰ

علیہ التحیۃ والثناء

عقائد۔ عبادات۔ معاملات۔ اخلاق و معاشرت سے متعلق کتاب و سنت کی روشنی میں احکامِ اسلامیہ کا بے نظیر گنجینہ۔ زندگی میں پیش آنے والے نت نئے مسائل سے متعلق اسلامی تعلیمات کا قابلِ مطالعہ مجموعہ،

علامہ ابوالبرکات اکیڈمی گنج بخش روڈ، لاہور

فیوض الباری شرح صحیح البخاری

پارہ ۱ تا ۸

علامہ سید محمود احمد رضوی کی ایک عظیم تالیف۔ قرآن کے بعد سب سے صحیح کتاب صحیح البخاری کا مع عربی متن کے ترجمہ اور مکمل شرح کے متعلق مشاہیر علماء و فضلاء و ملک کے مؤقر جرائد و اخبارات کا یہ فیصلہ ہے کہ اُردو زبان میں آج تک بخاری شریف کی ایسی جامع شرح اس سے قبل وجود میں نہیں آئی۔ مؤلف نے ہر حدیث کے جملہ احکام و مسائل کو مفصل طور پر بیان کیا ہے۔ اس کتاب میں وحی۔ الہام۔ نبی۔ رسول۔ ایمان۔ اسلام۔ احسان۔ کفر۔ شرک ارتداد۔ علم غیب۔ عصمتِ انبیاءؑ علم و علماء کے فضائل۔ طہارت۔ وضوء۔ غسل۔ حیض و نفاس۔ تیمم۔ جنبی کے احکام۔ اوقاتِ نماز۔ آذان۔ اقامت آمین رفع یدین۔ قرآت خلف الامام۔ رفع یدین وتر کی تعداد بیس تراویح اعتکاف۔ نمازِ عیدین۔ نماز کے فرائض واجبات مفسدات۔ نمازِ خوف۔ حج و عمرہ۔ مدینہ و مکہ کے فضائل۔ نمازِ جنازہ۔ کفن دفن۔ زکوٰۃ۔ فطرانہ۔ صدقات و خیرات۔ کتاب البیوع۔ خرید و فروخت کے احکام سود۔ بیع سلم اور شفعہ کے تمام احکام و مسائل مدلل و مفصل بیان ہوئے ہیں۔ تعدادِ احادیث ۲۱۱۷۔ صفحات ۱۸۱۷ کتابت و طباعت آفسٹ کاغذ عمدہ مضبوط سنہری جلد۔ قیمت جلد اوّل ۱۲۵ روپے جلد دوم ۱۲۰ روپے جلد سوم ۱۲۵ روپے ذیل کے پتہ سے طلب کیجیے۔

علّامہ ابوالبرکات اکیڈمی گنج بخش روڈ لاہور